عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۶ تا ۱۲/ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ مارچ ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۱۰

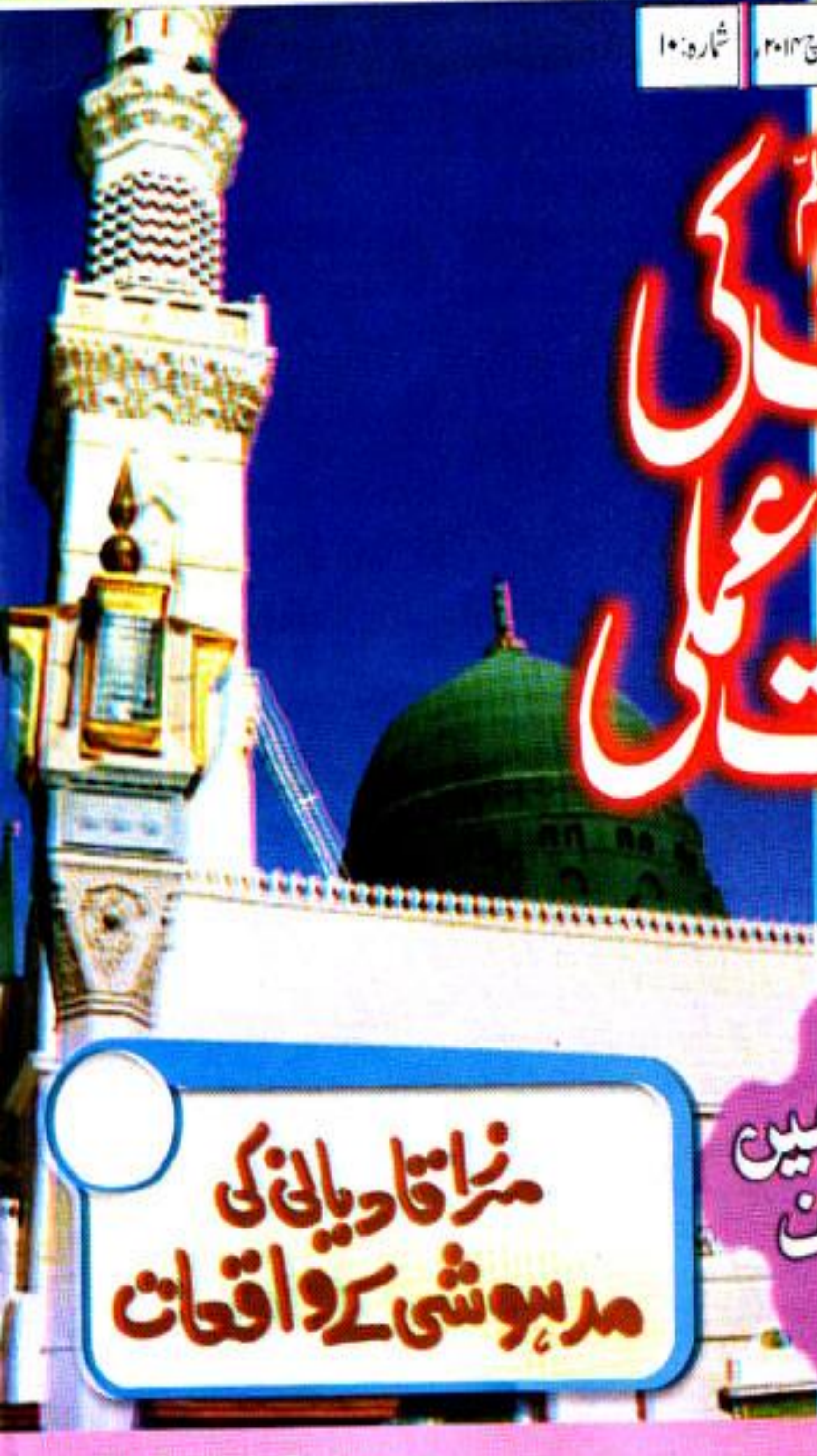

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاعی حکمت عملی

### تحریک ختم نبوت میں مشائخ تونسہ شریف کی خدمات

### مرزا قادیانی کی مدہوشی کے واقعات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفی

## قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ

ابومحمد حسن، کراچی

س:...... مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ شیزان ریسٹورنٹ میں افطار کرنا کیسا ہے؟ جبکہ ہمیں یہ پتا ہے کہ شیزان قادیانیوں (احمدیوں) سے تعلق رکھتی ہے اور اس کی ہر پروڈکٹ کا دس فیصد منافع مرزائیوں کو جاتا ہے۔ جامع جواب ارشاد فرمائیں۔

ج:...... شیزان قادیانیوں کی کمپنی ہے، اور یہ کمپنی باقاعدہ قادیانی جماعت کو ماہانہ و سالانہ چندہ فراہم کرتی ہے اور قادیانی جماعت اس چندے کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں اور ہمارے نوجوانوں کا ایمان تباہ کرنے پر صرف کرتے ہیں۔ اگر مسلمان ان قادیانیوں اور قادیانی کمپنیوں سے لین دین اور خرید و فروخت جاری رکھیں گے اور بائیکاٹ نہیں کریں گے تو یہ لوگ مسلمانوں کے تعاون سے بڑھتے اور پھولتے رہیں گے اور اپنے عقائد اور مذہب کی تبلیغ جاری رکھیں گے، جس میں مسلمانوں کے ناجائز تعاون کا بھی حصہ ہوگا، جن پر کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم اپنی ایمانی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی مصنوعات سے مکمل اجتناب کریں اور ان لوگوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

## غیر مسلم کو سلام کرنا

س:...... جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا غیر مسلم، اس کو سلام کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... اگر غالب گمان ہو کہ یہ مسلمان ہے تو سلام کرسکتے ہیں اور جواب بھی دے سکتے ہیں اور اگر شک ہو کہ مسلمان نہیں ہے تو سلام کرنے میں پہل نہ کرے اور اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا جائے۔

## نماز وتلاوت میں مشغول شخص کو سلام کرنا

س:...... مسجد میں جب کچھ لوگ نماز میں مشغول ہوں اور کچھ ذکر و تسبیحات و تلاوتِ قرآن میں مصروف ہوں تو کیا ایسی صورت میں نئے آنے والے کو بلند آواز سے سلام کرنا چاہئے یا آہستہ آواز میں سلام کرے؟

ج:...... اس طرح بلند آواز سے سلام نہ کیا جائے کہ جس سے نمازیوں کو تشویش ہو، ہاں! اگر فارغ بیٹھے ہوں تو قریب آکر آہستہ سے سلام کہہ دیا جائے۔

س:...... اگر کوئی قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہو، تو کیا اس کو سلام نہیں کرنا چاہئے؟

ج:...... جی ہاں! تلاوت قرآن کرنے والے کو سلام نہیں کیا جاتا، اگر کوئی سلام کرے تو تلاوت کرنے والے کے ذمہ جواب دینا بھی لازم نہیں ہے۔

## نیک وبد روحوں کا مقام

س:...... کیا مرنے کے بعد روحیں دنیا میں اپنے عزیز واقارب سے ملنے آتی ہیں یا دنیا میں آتی جاتی رہتی ہیں؟

ج:...... نیک روحوں کا مقام علیین ہے، جہاں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ٹھہرتی ہیں، وہ دنیا میں کیوں آنا چاہیں گی؟ اور بری روحوں کا مقام سجین ہے، جہاں وہ عذاب اور آزمائش میں مبتلا ہوں گی، وہاں سے جان چھڑا کر وہ دنیا میں کیونکر آسکتی ہیں۔

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس


## مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری　صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی　مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد


جلد: ۳۳　۶ تا ۱۳ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۴ء　شمارہ: ۱۰


## سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

## مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

## مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

## تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| جناب حسن محمد شاہ صاحب ﷫ | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| آنحضرت ﷺ کی دفاعی حکمت عملی! | ۷ | ڈاکٹر عبدالقدیر خان |
| دارالعلوم دیوبند کا فیض | ۱۰ | مفتی عارف محمود، کراچی |
| سرور کونین ﷺ کی قیادت کے امتیازی پہلو (۲) | ۱۲ | حکیم عبدالرحیم اشرف |
| ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں! (۲) | ۱۵ | مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| مرزا قادیانی کی مدہوشی کے چند واقعات | ۱۹ | مولانا محمد سیف الرحمن قاسم |
| تحریک ختم نبوت میں مشائخ تونسہ شریف کی خدمات | ۲۲ | مولانا عبدالعزیز لاشاری |


## بیاد


امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ



## زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

## زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمن جالندھری　مطبع: القادر پرنٹنگ پریس　طابع: سید شاہد حسین　مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درس حدیث

# کھانے کے آداب واحکام

## گدھے کا گوشت حرام ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کے گوشت کو ممنوع قرار دیا۔

(ترمذی، ج:۲، ص:۲)

تشریح:

جاہلیت میں نکاح مؤقت کا رواج تھا، جنگ خیبر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی اور غزوۂ اوطاس میں، جو فتح مکہ کے متصل تھا، تین دن تک اس کی اجازت دی اور پھر ہمیشہ کے لئے اس کو ممنوع اور حرام کردیا گیا، چنانچہ تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ متعہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر ہی گدھے کے گوشت کی بھی ممانعت فرمائی، جبکہ جاہلیت میں اس کا گوشت کھانے کا بھی کم وبیش رواج تھا، اور اب تک اس کے بارے میں ممانعت نازل نہیں ہوئی تھی، سب سے پہلے غزوۂ خیبر میں اس کی حرمت نازل ہوئی، چنانچہ تمام ائمہ کا اس کی حرمت پر اتفاق ہے۔

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا خیبر کے دن ان تمام چیر پھاڑ کرنے والے درندوں کو جو کچلیوں سے شکار کرتے ہیں اور اس جانور کو جس کو باندھ کر نشانہ بنایا جائے اور پالتو گدھوں کو۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۲)

جنگل کے وہ تمام درندے جو چیر پھاڑ کرتے ہیں اور دانتوں سے شکار کرتے ہیں، ان کی حرمت متفق علیہ ہے۔ اگرچہ بعض جانوروں میں اختلاف ہے کہ یہ درندوں میں شامل ہیں یا نہیں؟ یہی حکم ہے ان پرندوں کا جو پنجے سے شکار کرتے ہیں، وہ بھی بالاتفاق حرام ہیں۔

”مجثمہ“ سے مراد وہ جانور ہے، جس کو باندھ کر تیروں کا نشانہ بنایا جائے، اہل جاہلیت اس ظالمانہ طریقے سے جانور کا جھٹکا کرتے تھے کہ اس کو باندھ کر تیروں کا نشانہ بناتے تھے، یہاں تک کہ وہ زخموں کی تاب نہ لاکر مرجاتا تھا، ایسا جانور حرام ہے۔

ایک تو یہ فعل نہایت ظالمانہ ہے کہ جانور کو اس قسم کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جائے، یہاں تک کہ وہ تڑپ تڑپ کر جان دیدے، دوسرے اس جانور کا ذبیحہ نہیں ہوتا کیونکہ ذبح اختیاری میں ذبح کا محل گردن ہے۔

اور ”پالتو گدھے“ اس لئے فرمایا کہ نیل گائے جو جنگل کا جانور ہے، عرب اس کو ”حمار وحشی“ کہتے ہیں، یعنی جنگلی گدھا، اور فارسی میں اس کو ”گورخر“ کہا جاتا ہے، وہ درحقیقت گدھا نہیں، اس کا کھانا جائز ہے۔

## کافروں کے برتنوں میں کھانا

”حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوسیوں کی ہنڈیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ آیا ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟) فرمایا: ان کو دھوکر خوب صاف کرلو، اور ان میں کھانا پکاؤ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر درندے کے کھانے کی ممانعت فرمائی جو کچلیوں سے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شکار کرے۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۲)

غیرمسلموں کے برتنوں کو استعمال کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو ان کو دھوکر خوب صاف کرلیا جائے، پاک صاف ہونے کے بعد ان کا استعمال جائز ہے، خواہ پکے برتن ہوں جیسے: تانبا، لوہا، کانسی وغیرہ اور خواہ کچے ہوں جیسے: مٹی کے پکائے ہوئے برتن، دونوں طرح کے برتن دھونے سے پاک ہوجاتے ہیں اور عوام میں جو مشہور ہے کہ کچا برتن دھونے سے پاک نہیں ہوتا بلکہ اس کا توڑنا ضروری ہے، یہ بالکل غلط ہے۔

مجوسیوں کے برتنوں کو استعمال سے پہلے دھوکر خوب صاف کرنے کا جو حکم فرمایا...... واللہ اعلم...... اس کی دو وجہیں ہیں، ایک یہ کہ اگرچہ انسانی فطرت کھانے پینے کے برتنوں کو نجاست و آلودگی سے بچانے کا تقاضا کرتی ہے، اس کے باوجود بعض قومیں بعض نجس چیزوں کو پاک سمجھتی ہیں، جیسے ہندو لوگ گائے کے گوبر کو پاک سمجھتے ہیں اور جیسے عیسائی لوگ کہ خمر اور خنزیر سے ان کے برتن آلودہ رہتے ہیں، ایسی قوموں کے برتنوں کا نجس ہونا محتمل بلکہ اغلب ہے، اس لئے ان کو پاک کرلینا ضروری ہوا۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ ان کے برتن بظاہر پاک ہوں گے مگر کافروں کی گندگی اور ناپاکی پلیدی کے معاملے میں بے احتیاطی کی وجہ سے ذہن میں خلش رہے گی، اس خلش کو دور کرنے کے لئے ان برتنوں کی صفائی کا حکم فرمایا علاوہ ازیں ان سے مسلمان کو طبعی کراہت بھی محسوس ہوتی ہے، صاف کرنے سے اس کراہت کا بھی ازالہ ہوجائے گا، واللہ اعلم۔

☆☆..........☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

# جناب حسن محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

۱۹/ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰/فروری بروز جمعرات صبح ساڑھے آٹھ بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کے خادم، حضرت شیخ رضی الدین نور اللہ مرقدہٗ کے مسترشد، حضرت مولانا قاری شریف احمد قدس سرہٗ کے دوست، ڈھکنی مسجد پاکستان چوک کے متولی و موذن، مقامی تبلیغی جماعت کے سرپرست و بزرگ، عملیات کے ماہر جناب حسن محمد شاہ صاحبؒ اس جہان فانی کی بہتر بہاریں دیکھ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، إن للہ ما أخذ ولہ ما أعطی وکل شیءٍ عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

حضرت شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے متصف فرمایا تھا، آپ جہاں جنات، سحر، جادو وغیرہ سے متاثرہ لوگوں کا خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہوکر علاج معالجہ کیا کرتے تھے، وہاں آپ مقامی کئی دینی تنظیموں اور جماعتوں کی سرپرستی بھی فرماتے تھے۔ اسی طرح جہاں دعوت و تبلیغ کے کام میں اپنی جان، مال اور وقت لگایا کرتے تھے، وہاں مدارس و مساجد کی تعمیر و ترقی، طلبہ و علما کی قدر دانی اور عامۃ الناس میں سے مریضوں اور بیماروں کے علاج و معالجہ کی غرض سے ہسپتالوں کی تعمیر اور روزانہ کی بنیاد پر آنے والے خرچ کی ذمہ داری بھی اُٹھاتے تھے۔ ان تمام حسنات اور کارِ خیر میں مصروفیت و مشغولیت کے باوجود آپ چالیس سال تک صف اول کے نمازی اور تکبیر اولیٰ کے پابند رہے۔

آپؒ کو علما و طلبہ سے بہت محبت تھی، ان کے لیے آپ کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا، بلکہ ہمہ وقت آپ کے دروازے ان کے لئے کھلے رہتے تھے۔

آپ کی پیدائش تقریباً ۱۹۴۲ء انڈیا، پرتاب گڑھ صوبہ یوپی میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام جہانگیر خان بن نصرت خان تھا۔ مادری زبان اگرچہ ”پُربی“ تھی، لیکن آپ اردو ہی بولتے تھے۔ آپ کی عمر ابھی پانچ سال ہی تھی کہ آپ کے والد ماجد پاکستان ہجرت کر آئے۔ ریس کورس کینٹ اسٹیشن کے قریب رہائش اختیار کی اور گارڈن کے ایک مقامی اسکول میں میٹرک تک تعلیم حاصل کی، اس کے بعد ملازمت کے ساتھ ساتھ حسرت موہانی کالونی کی جامع مسجد زکریا میں تبلیغی جماعت سے وابستہ ہوئے اور لوگوں کو دین کی دعوت دینا شروع کی۔

آپؒ نے اصلاحی تعلق شیخ رضی الدین نور اللہ مرقدہٗ سے جوڑا اور شیخ رضی الدین صاحب کو بھی آپ سے بے حد تعلق تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ تہجد کے وقت فون کرکے معلوم کیا کرتے تھے کہ آپ نے تہجد پڑھی یا نہیں؟ اسی طرح شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں جب بھی حضرت کے پاس گیا، خالی ہاتھ واپس نہیں آیا، آپ ہر دفعہ کچھ نہ کچھ عنایت فرماتے تھے اور کچھ نہ ہوتا تو چنے ہی دے دیتے تھے۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے بزرگوں کی جوتیاں سیدھا کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، حضرت مولانا سعید احمد خان نور اللہ مرقدہما اور بھائی عبدالوہاب صاحب کے آپؒ خاص منظور نظر تھے۔

قاری شریف احمد صاحبؒ اپنے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے حضرت شاہ صاحبؒ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تو فرمایا کہ: ڈھکنی مسجد کی رونق آپ کے ساتھ وابستہ ہے، جب تک آپ حیات ہیں، اس مسجد کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ شاہ صاحبؒ نے جب ڈھکنی مسجد کی نئی تعمیر کرائی تو سنگ بنیاد قاری شریف احمد صاحبؒ سے ہی رکھوایا۔ حضرت قاری صاحبؒ کی کوششوں سے قاری محمد طیب قاسمیؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور مولانا احتشام الحق تھانویؒ ایسے اکابرین ڈھکنی مسجد آتے رہے۔ شاہ صاحبؒ کی سرپرستی اور آپؒ کی کوششوں کی بدولت ڈھکنی مسجد میں تقریباً تیس سال سے درسِ قرآن جاری ہے جو نور القرآن درس کمیٹی کے زیر اہتمام منعقد ہوتا تھا اور اب بھی اسی کمیٹی کے زیر اہتمام جاری و ساری ہے۔ شاہ صاحبؒ نے تقریباً پینتیس سال تک ڈھکنی مسجد میں بلامعاوضہ اذان دی۔ فجر کی اذان سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے مسجد تشریف لاتے اور اشراق تک مسجد میں رہتے، اس اس دوران آپؒ اپنے معمولاتِ یومیہ وغیرہ پورے کرتے رہتے۔ اسی طرح عصر سے عشاء تک کا وقت بھی آپ کا روزانہ مسجد میں گزرتا تھا۔

آپؒ جوانی میں ہی تبلیغی کام سے وابستہ ہوئے، ۶۵، ۱۹۶۴ء میں آپ نے چار مہینے لگائے، فرماتے تھے کہ جو کچھ ملا، تبلیغ کے راستہ سے ملا۔ تبلیغ کے تمام اعمال میں جڑتے تھے اور آخری عمر میں کہتے تھے کہ: ’’کرتے کرتے مرنا ہے اور مرتے مرتے کرنا ہے‘‘۔ آخری وقت تک گشت نہیں چھوڑا، حتیٰ کہ وہیل چیئر پر بھی گشت کرتے تھے۔ تبلیغی کام اور نصرت کے لئے پورے پاکستان کے اسفار کئے۔ مقامی تبلیغی جماعت کا خاص خیال رکھتے اور سرپرستی فرماتے، اور جب کسی مقامی جماعت کی کہیں تشکیل ہوتی تو اس کی خبرگیری رکھتے کہ کہاں پہنچی؟ کس حال میں ہے؟ اور اس علاقہ کے جاننے والوں سے اس جماعت کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتے۔ آپ خدمت خلق کے جذبے اور لوگوں کے عقائد کی حفاظت کی غرض سے عملیات کے پیشے سے منسلک ہوئے، آپ مریضوں کو مقررہ اوقات کے علاوہ نہیں دیکھتے تھے، خواتین کو آنے کی اجازت نہیں تھی، خواتین کا علاج غائبانہ طور پر یعنی کپڑوں وغیرہ کو دیکھ کر کرتے تھے۔ امیر وغریب حضرتؒ کے سامنے برابر تھے، کسی کے لئے کوئی امتیازی سلوک نہ تھا۔ حضرتؒ نے عملیات کو فن اور پیشہ کے بجائے تبلیغ اور لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنایا، چنانچہ جب مریض آتے تو آپ پہلے ان کو وعظ کرتے، ان سے کلمہ سنتے، ان سے غسل کے فرائض پوچھتے، نماز کا پوچھتے، اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے، اللہ تعالیٰ پر توکل اور کلمہ کے ورد کی تلقین کرتے، ان کے عقیدے کی اصلاح کرتے، چنانچہ حضرتؒ کی اس حکیمانہ ترتیب سے کئی لوگ بے دینی چھوڑ کر دیندار بنے، کئی بے نمازی، نماز سے آشنا ہوئے، کئی لوگوں کے شرکیہ عقائد کی اصلاح ہوئی، کئی لوگوں نے آپ کے کہنے اور متوجہ کرنے پر ڈاڑھیاں رکھیں۔

حضرتؒ کو لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی بڑی فکر تھی، اللہ تعالیٰ کی توحید کو کثرت سے بیان فرماتے۔ فرماتے تھے کہ: نہ کوئی دعویٰ ہے، نہ کوئی وعدہ ہے، کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، میں تو صرف اسباب اختیار کرتا ہوں اور کہتے کہ: میں اور کچھ نہیں لکھتا، میں تو تعویذ میں صرف ’’اللہ‘‘ کا نام لکھتا ہوں۔ اور جب کوئی شخص تشخیص کے لئے آتا اور پوچھتا کہ مجھے کیا ہے؟ تو حضرت شاہ صاحبؒ کہتے: میں عالم الغیب نہیں ہوں، غیب تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے، میں تو بس علاج کرتا ہوں۔ آپؒ تعویذ میں لفظ ’’اللہ‘‘ (اسم ذات) آب زمزم سے لکھا کرتے تھے۔ جنات کے شر سے بچنے کے لئے چہل کاف کا ورد کرتے تھے اور لوگوں کو بھی پڑھنے کے لئے بتاتے تھے۔ آپؒ کے عملیات کا بنیادی جزو اسم ذات ’’اللہ‘‘ تھا۔ عصر سے مغرب تک مراقبہ کیا کرتے تھے، ذکر خفی کو ترجیح دیتے تھے، مگر مجلس ذکر میں اسم ذات کا ذکر جہری بھی کراتے تھے۔ جنات کی اصلاح، دعوت وفہمائش سے کرنا پسند کرتے تھے۔ سرکش جنات کو ضرورت پڑنے پر قید بھی کردیا کرتے تھے، مگر جنات کو جلانے کے قائل بالکل نہیں تھے۔ شاہ صاحبؒ عملیات کے فن سے وابستہ ہونے کے باوجود لوگوں کو عملیات کی لائن اور فن سے بچنے کی تلقین کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: یہ لائن بہت سخت ہے، یہ ہر کسی کا کام نہیں ہے، اس میں مشکلات بہت ہیں، تکلیفیں بہت ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے خود بھی جنات سے کافی تکلیفیں اُٹھائیں، کئی دفعہ سخت حملے ہوئے، موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہوئے۔ بعض اوقات فرماتے اور ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے کہ جنات ایسے تکلیف دیتے ہیں جیسے کوئی قینچی سے جسم کاٹتا ہو۔ بہت سے اکابر علما اور نامی گرامی شخصیات نے حضرت شاہ صاحبؒ سے جنات اور جادو وغیرہ کا علاج کروایا۔ طبقۂ علما میں عملیات کے حوالہ سے آپ معتمد شخصیت تھے اور پاکستان بھر کے چوٹی کے عاملین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

علما اور طلبہ سے خاص محبت اور تعلق رکھتے تھے، جب بھی طلبہ کی جماعت آتی تو ان کا خوب اکرام کرتے تھے، اور ان کو رخصت کرتے وقت ہر طالب علم کو کچھ نقد رقم یا کپڑوں کا جوڑا یا گھڑی یا کتاب وغیرہ ہدیہ کرتے تھے اور طلبہ سے خاتمہ بالایمان کی دعا کی گزارش کرتے تھے۔

آپ نے کئی مساجد تعمیر کرائیں، جن میں دکھنی مسجد کی جدید تعمیر، مسجد اسامہ ومدرسہ شاہ اسماعیل شہیدؒ یوسف گوٹھ اور ہوکس بے میں جامع مسجد ماشاء اللہ اور مسجد صفہ ومدرسہ تعلیم القرآن الصفہ کی بنیاد ڈالی۔ اور رزاق آباد میں جامع مسجد فاروق اعظمؓ تعمیر کرائی، جس کا تاریخی مینار قائد آباد میں دور سے نظر آتا ہے اور سرجانی میں باب العمر ایک ایکڑ سے بھی زائد جگہ پر تعمیر کرایا، جہاں حضرتؒ کی تدفین ہوئی ہے۔ افغان بستی (نزد سہراب گوٹھ) میں مسجد خالد بن ولید تعمیر کرائی اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مساجد تعمیر کرائیں۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ مسجد ومدرسہ تعمیر کرنے کے بعد وہاں کے مقامی علما کے حوالے کردیتے تھے۔ نیز رفاہی کاموں میں بھی آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، چنانچہ اَودھ جنرل ہسپتال (لانڈھی بابر مارکیٹ) بھی آپ نے تعمیر کرائی اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری ہسپتالوں کی تعمیر میں تعاون کیا۔

شوال، ایامِ بیض، محرم وغیرہ کے روزے پابندی سے رکھتے تھے، آخری ڈیڑھ سال ڈیلاسس کی بنا پر ڈاکٹروں کے منع کرنے کے باوجود اپنے معمول کے مطابق روزہ پابندی سے رکھتے تھے۔ آخری عمر میں ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ آپ نے پسماندگان میں ایک بیوہ، ایک بہن اور تین بھتیجے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کی جملہ حسنات کو قبول فرمائیں اور آپ کو جنت الخلد کا مکین بنائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاعی حکمتِ عملی

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

تاریخ اور تاریخ ساز شخصیات کو جانچنے کے لئے تاریخ نے ہمیشہ تین سوال کئے:

۱:...اس شخصیت نے کام کیا کیا؟

۲:... کیا کوئی ضابطۂ حیات دیا؟

۳:...اگر دیا تو اس کی فیض رسانی یا کمال کیا ہے؟

کام کے حوالے سے تاریخ نے پوچھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور کی اصلاح کس حد تک کی اور بعد میں آنے والی نسلوں کو کیا دے گئے؟

تاریخ ہی بتاتی ہے کہ جس معاشرے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، اس کی کوئی کل سیدھی نہ تھی، آپ نے انہیں بتایا کہ زندگی کیسے بسر کی جائے، غربت کے دن کیسے گزارے جائیں اور فراوانی کے عالم میں چلن کیسے ہوں، مال کے حصول کے لئے کیا کیا اور کون کون سے ذرائع حاصل کئے جائیں اور کیسے حاصل کئے جائیں۔ صنعت، تجارت، زراعت میں ناجائز منافع خوری سے پرہیز کیونکر کیا جائے، ضرورت سے زیادہ مال کا مصرف کیا ہے؟ عورتوں اور مردوں کے باہمی حقوق وفرائض کیا ہیں؟ قوموں کے صلح وجنگ کے آئین کیا ہیں؟ مسلمانوں کا آپس میں برتاؤ کیسا ہو؟ غیر مسلموں کے ساتھ عدل و رواداری کا سلوک روا رکھنے کا طریق کیا ہو؟ سیاسی نظام مملکت جس کا نظم و نسق اہل الرائے کے مشورے سے قائم ہو، کی برکتیں کیا ہیں؟ وہ اقتصادی نظام کیسے وجود میں آئے جس میں دولت چند ہاتھوں میں مرکوز نہ ہوجائے، غریب غریب تر اور امیر امیر ترین نہ بن جائے بلکہ دولت خون کی طرح تمام جسم و جسد ملت میں رواں دواں ہو، جارحیت سے دفاع کیسے کیا جائے اور استعمار کے خاتمے کی تدبیر وصورت کیا ہو، آئے روز اور آنے والے زمانوں کے مسائل کی دھوپ کا مقابلہ کرنے کے لئے اجتہاد کی چھاؤں سے کیسے استفادہ کیا جائے؟

انسانوں کے اخلاق اچھے نمونوں سے متاثر ہوکر اعلیٰ وعمدہ سانچوں میں ڈھلتے ہیں اور سب سے زیادہ تعداد میں اچھے نمونے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زندگی میں ملتے ہیں۔ آپ ہی وہ انسان کامل ہیں، جنہوں نے انسانیت کو ہر پہلو اور ہر شعبے میں بہت کچھ دیا، آپ کی تعلیمات کی جامعیت سے انسانیت کا کوئی شعبہ خارج نہیں، آپ نے باقاعدہ ضابطۂ حیات دیا اور اس ضابطۂ حیات کا کمال ہر شعبۂ زندگی میں انسانیت کے لئے فیض رساں، ہمت افزا اور حیات بخش ہے۔

تو آیئے ایک نظر امت کے لئے انسان کامل کے ورثے اور اثاثے پر ڈالیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ بنانا تھا، اس لئے آپ کو ہر شعبۂ حیات کے ہر مرحلے سے گزار کر آپ کے فکروعمل کو انسانوں کے لئے شمع ہدایت بنایا، بے کسی اور یتیمی سے لے کر حکمرانی تک انسانی زندگی کے سارے مرحلے طے کر ڈالے، مزدور کی زندگی بھی بسر کی تھی، اس لئے ان کے حقوق سے بخوبی آگاہ تھے، مزدور کو دنیا حقیر سمجھتی تھی مگر سب سے پہلے انہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ جائز پیشے اور مزدوری سے روزی پیدا کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ اللہ کی دوستی سے اونچا درجہ بھلا کیا ہے۔ مشکلات اور مخالفت کے مقابلے میں صبر و استقامت کا پہاڑ بن جانا، ناکامیوں میں مایوس نہ ہونا اور کامیابی میں نخوت و غرور کو قریب تک نہ پھٹکنے دینا، دیانت وامانت سے ایک کامیاب تاجر کی مثال بننا، ایک بے آسرا معمر بیوہ سے شادی کرکے آخر دم تک وفا کی مثال قائم کرنا، فاتح بن کر بے رحم اور سنگدل مجرموں اور ذاتی دشمنوں کو معاف کردینا، صلح دامن کے لئے اپنوں کی ناخوشی کی بھی پروا نہ کرنا، جنگ مسلط ہوجائے یا ناگزیر ہوجائے تو شجاعت کی داستان لکھ دینا، قانون ساز کی حیثیت سے بے بدل عادلانہ قوانین پیش کرنا، یار واغیار کے ساتھ اچھا برتاؤ، ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید، حصول علم کی فضیلت اور اس کی ترغیب، زندگی میں آگے بڑھنے کا یہ تصور کہ جس شخص کے دو دن ایک جیسے رہے اور اس نے خود میں کسی اچھے پہلو کا اضافہ نہ کیا تو وہ گھاٹے میں رہا۔ ایسا اثاثہ اور ورثہ بھلا کسی اور امت کے پاس تھا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمت و روحانیت اور

ریاضت وعبادت کی باتیں پہلے انبیاء وصلحاء نے بھی کیں، مگر آپ نے ایک ایک قول اور اپنی ہر ہر ہدایت کے ایک ایک جزو پر عمل کر کے مثال بنادیئے اور رہتی دنیا تک ان کی افادیت کے باقی رہنے کی کاملیت تو سرکار دو عالم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی بس ہے۔

دین و ایمان کی سلامتی اور سرحدوں کی حفاظت کا شجاعانہ اور بہادرانہ و دلیرانہ اعزاز برقرار و بحال رکھنے کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی دور رس باتوں کی تعلیم دی۔ مثلاً حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ دشمنوں کے لئے جہاں تک ممکن ہو قوت مہیا رکھو۔"

آگاہ رہو! قوت نشانہ بازی میں ہے، آگاہ رہو! قوت نشانہ بازی میں ہے، آگاہ رہو! قوت نشانہ بازی میں ہے۔

امام بیضاویؒ کہتے ہیں: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوت مہیا رکھنے کے لئے نشانہ بازی کو اس لئے خاص فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قوی اور موثر ترین ذریعہ تیر اندازی ہی تھا۔"

شیخ عبدالرحمٰن البنا نے اس حدیث شریف کی تشریح یوں کی ہے:

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نشانہ بازی سے مراد تیر اندازی تھی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی پیغام آتی اور رہتی دنیا تک کے لئے ہے، اس لئے آج اس میں نشانہ بازی کی وہ تمام قسمیں شامل ہیں جو موجودہ دور میں پائی جاتی ہیں یا آئندہ پائی جائیں گی، مثلاً بندوق توپ وغیرہ۔"

میں شیخ موصوف کی بات میں اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے دفاع و مضبوطی میں مسلمانوں کی سلامتی اور جارحیت کے خاتمے کے لئے قوت مہیا رکھنے کے قرآنی حکم (الانفال:۶۰) اور اس کے لئے نشانہ بازی کے اہتمام کے حوالے سے حدیث نبوی عقبہ بن عامر مسلم ہیں۔ اس ذیل میں نہ صرف آج کے ہر قسم کے اسلحہ مثلاً پستول، سب مشین گن، رائفل، لائٹ مشین گن، ہیوی مشین گن، ہر قسم کی توپیں، ٹینک، بمبار جہاز، تباہ کن بحری جہاز، آبدوزیں، بلکہ ہر نوعیت اور ہر طاقت کے زمین سے پانی پر ضرب لگانے والے میزائل، گرنیڈ، ریفیڈ لانچر، راکٹ، راکٹ لانچر، رکواسیس، رائفلز، ٹینکوں، طیاروں، بحری جہازوں اور آبدوزوں کو تباہ کرنے والے گولے راکٹ بم و میزائل بھی شامل ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دور میں دور جدید کے باقی رہے ہیں اور رہیں گے، اب ذرا اس حوالے سے ایک حدیث پاک سے قلب ونگاہ کو معطر و منور کیجئے:

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روم تمہارے زیر نگیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح ونصرت سے نوازے گا۔ لہٰذا تم میں سے کوئی بھی تیر اندازی کے فن سے مشق کو جاری رکھنے میں سستی نہ کرے۔"

(مسلم)

محاذوں پر باطل کے خلاف لڑنے والوں اور اسلحہ استعمال کرنے والوں کی طرح اسلحہ بنانے والے اور اس کے لئے وسائل فراہم کرنے والے بھی رب جلیل کے انعامات لازوال میں حصہ دار بنتے ہیں۔

اب اس سلسلے کے ارشادات نبوی سے روح وایمان کو تازہ کیجئے:

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر ایک تیر کی بدولت تین افراد کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ایک تیر کا بنانے والا جو نیکی کے ارادے سے تیر بنائے، دوسرا مجاہد کو تیر کی مدد فراہم کرنے والا اور تیسرا تیر کو چلانے والا۔"

راوی کہتے ہیں کہ: "اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی: "تم لوگ نشانہ بازی اور شہسواری سیکھو۔" مجھے نشانہ بازی، شہسواری سے زیادہ پسند ہے اور جو شخص نشانہ بازی سیکھ کر اسے بھلا دیتا ہے وہ اپنے اس فن کو کفران نعمت کا ارتکاب کرتا ہے۔"

دوسری روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت عقبہ بن عامرؓ کی جب وفات ہوئی تو ان کے پاس ساٹھ یا ستر سے زیادہ کمانیں تھیں، ہر کمان کا الگ ترکش اور الگ تیر تھے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت وصیت کے ذریعے یہ تمام سامان اللہ کی راہ میں دے دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہسواری کی نسبت نشانہ بازی کو پسند فرمایا ہے۔ اس لئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نشانہ بازی جنگ کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور کاری گر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے آپ نے اعلیٰ سے اعلیٰ فن سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ مسلمانوں میں جذبہ عسکریت اور اعتماد کی بحالی و برقراری کے لئے اسلحہ کے استعمال وساخت کے ساتھ اس کی نمائش کے ذریعے دفاع میں حصہ داری کی ترغیب اور حوصلہ

سندی کا اہتمام کرنا بھی ثواب قرار پایا، چنانچہ عمرو بن مروان شام گئے تو دیکھا کہ حضرت بلالؓ اپنے اردگرد اسلحہ (تیر، کمانیں، بھالے، ڈھالیں وغیرہ) کا ڈھیر لگائے بیٹھے ہیں، لوگوں نے وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگے:

”اے لوگو! اس طرح کا اسلحہ لو، اسے کارآمد بناؤ اور پھر اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی تاکید فرمائی ہے۔“ (بخاری، مسند احمد)

اس سے ظاہر ہوا کہ اسلحہ کی نمائش جہاں دشمن پر دھاک بٹھانے کے حکم کی تعمیل اور (کار ثواب) ہے، وہاں اپنے شہریوں کے ذوق عسکریت کو جلا بخشنے کا سامان اور دفاعی تیاری بھی ہے۔

باطل کا مقابلہ کرنے کے احکام ربانی بتانے اور ان کے عملی نمونے دکھانے کے ساتھ ساتھ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو عسکریت ودفاع سے عدم دلچسپی اور فوجی خدمت سے پہلوتہی کے نقصانات سے بھی آگاہ کیا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثوبانؓ سے فرمایا: ”اے ثوبانؓ تمہاری کیا حالت ہوگی اگر تم پر دوسری قومیں اس طرح ٹوٹ پڑیں جس طرح تم کھانے کے برتن پر لقمہ لینے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہو۔“ حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا ہماری یہ حالت قلت تعداد کی وجہ سے ہوگی؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ بات نہیں، بلکہ تعداد میں تو تم زیادہ ہوگے لیکن تمہارے دلوں کے اندر کمزوری اور بزدلی پڑ جائے گی۔“ دوسرے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کمزوری سے کیا مراد ہے؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا دنیا کی محبت میں گرفتار ہوجانا اور (باطل سے) لڑائی سے جی چرانا کمزوری ہے۔“ (ابوداؤد)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلحہ کی فراہمی اور جنگی تیاریوں کے ساتھ ساتھ اسلحہ اور مال واسباب کی حفاظت کے لئے امت کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی ربانی ہدایت سنائی:

”کافروں کی خواہش ہے کہ تم اپنے اسلحہ اور مال واسباب سے غافل ہوجاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھپٹ پڑیں۔“ (النساء:۱۰۲)

اس کی وضاحت یوں ہوئی کہ سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اسلحہ گوداموں، حساس اداروں وتنصیبات کی حفاظت سے بھی غافل نہ ہوا جائے۔ دشمن کے ممکنہ تخریب کاروں، جاسوسوں اور ایجنٹوں پر ہمیشہ کڑی نگاہ رکھی جائے۔ حیات نبوی کی جامعیت وہمہ گیری اور ہر ہر قدم پر عمل کی تفصیلات بیان کرتے رہیں تو خدا گواہ ہے کہ ذکر جمیل کہیں رکنے کا نام نہ لے۔ یہ چند سطور جو میں نے سپرد قلم کی ہیں، صرف انہی کے جائزے سے حق وحقیقت کا کوئی بھی انصاف پسند متلاشی عقیدت واحترام یا بصورت دیگر عناد وتعصب کو پرے رکھ کر اسی نتیجے پر پہنچے گا:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے لئے بے حساب کام کیا اور دیرپا کام کیا۔

انسانیت کو عالمگیر اور ہمہ جہت ضابطۂ حیات دیا، جو رہتی دنیا تک کے تقاضوں پر پورا اترنے والا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ، موجودہ اور آئندہ کی ساری انسانیت اور پوری کائنات کے محسن ہیں۔ آنے والا ہر عہد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہوگا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم انسان کامل اور ہادی کامل ہیں۔

☆☆..........☆☆

## قادیانی مذہب کی تبلیغ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے

فیصل آباد..... کارکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عابد پوری نے وزیر اعلیٰ، ہوم سیکریٹری اور آئی جی پنجاب سے مطالبہ کیا کہ علاقہ حاجی آباد رحمت آباد گلی نمبر 8 تھانہ سرگودھا روڈ فیصل آباد میں ایک غیر مسلم قادیانی خاتون فردوس بی بی اور نوی لڑکا غیر مسلم قادیانی کی تبلیغی اور غیر اسلامی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں اس کی روک تھام کے لئے مزید کارروائی کی جائے اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸بی، ۲۹۸سی کے تحت مقدمات درج کئے جائیں۔ قانون کی رو سے قادیانی غیر مسلم ہیں، انہوں نے کہا کہ ۲۶راپریل ۱۹۸۴ء کو قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا گیا جس کے تحت قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہیں کرسکتے اور قادیانی مذہب کی تبلیغ وتشہیر جرم قرار دے دی گئی ہے جبکہ اس ایکٹ کے تحت قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا الفاظ کے ذریعہ، خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا نقوش کے ذریعہ اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرے، اس کو تین سال قید بامشقت اور جرمانہ کی سزا ہوسکتی ہے۔ حکومت اس ایکٹ پر عمل درآمد کرائے اور قصوروار قادیانی کے خلاف اس قانون کے تحت مقدمات چلائے جائیں۔

# دارالعلوم دیوبند کا فیض

مفتی عارف محمود، کراچی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی، تمام فرقے دوزخی ہوں گے، صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”ما أنا علیہ وأصحابی“ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہوں گے (اس کی پیروی کرنے والے) جنتی ہوں گے۔“ (ترمذی، کتاب الایمان، باب افتراق الامۃ)

مؤطا امام مالکؒ میں حدیث مرسل نقل کی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک ان کو مضبوط پکڑے رہوگے گمراہ نہ ہوگے، کتاب اللہ اور میری سنت۔“

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اکابر علماء دیوبند اتباع سنت کی روشنی میں“ ارشاد فرمایا:

”اصل اتباع سنت ہے، جس کو پرکھنا ہو اسی معیار پر پرکھا جائے گا، جو شخص اتباع سنت کا جتنا زیادہ اہتمام کرے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ومقرب ہوگا، روشن دماغی چاہے اس کے پاس کو بھی نہ آئی ہو اور جو شخص اتباع سنت سے جتنا دور ہے اللہ تعالیٰ سے بھی اتنا ہی دور ہے، چاہے وہ مفکر اسلام، مفکر دنیا، مفکر ساوات بن جائے۔“

امیر شام حضرت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری امت کا ایک طبقہ امرالٰہی پر برابر قائم رہے گا، جو انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے یا ان کی مخالفت کی کوشش کریں گے وہ انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے اور وہ طبقہ لوگوں پر غالب رہے گا۔“ (صحیح مسلم)

ایک دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس علم کو ہر صحیح جانشین سے آگے ثقہ لوگ لیتے رہیں گے، وہ اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹوں کی من گھڑت باتوں اور جاہلوں کی (باطل) تاویل دور کرتے رہیں گے۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس کے لئے مسلمانوں کا ایک طبقہ برابر لڑتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے۔“

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے نفع کے واسطے ہر سو برس پر ایک شخص بھیجتا ہے، جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے۔“

استاذ المحدثین، میرے شیخ ومربی شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے ”نفحات التنقیح“ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

”میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ مجدد ہونا کسی متعین شخص یا متعین مکان کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اس سے مراد ہر زمانے کی وہ جماعت ہوتی ہے جو مختلف مقامات میں مختلف دینی شعبوں اور دینی فنون کی تجدید کرتی ہے، تقریر سے ہو یا تحریر سے، جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ دین کی بقاء اور احیاء سنت کا سبب بنادیتا ہے۔“

اسلام کی چودھویں صدی میں اللہ رب العزت نے اکابرین دیوبند اور ان کے فیض یافتہ فضلاء دیوبند کی جماعت کو طائفہ منصورہ بنا کر غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹوں کی من گھڑت باتوں، جاہلوں کی باطل تاویل سے دین اسلام کی حفاظت اور اس کے مختلف شعبوں میں تجدیدی کارناموں کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ”ما انا علیہ واصحابی“ کا حقیقی مصداق ہے، جس نے اپنے سلف صالحین کی طرح اس آخری زمانے میں ایسے افراد پیدا کئے، جن کی زندگی اظہار حق اور ابطال باطل کے لئے وقف رہی ہے، نامساعد حالات، الحاد وبے دینی کی تیز وتند لہریں، اپنوں اور بے گانوں کی مخالفتیں انہیں ایک انچ بھی جادہ مستقیم سے نہ ہٹا سکیں۔

اہل حق کی اس مقدس جماعت نے اپنے ہر

عقیدے اور عمل کی سند اپنے سلف صالحین سے لی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شروع ہو کر یہ اسنادی سلسلہ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان میں جمع ہو گیا ہے۔ اکابرین دیوبند خصوصاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سند اور فیض وفکر کو اس مقدس ادارہ یعنی دارالعلوم دیوبند کے ذریعے عالم گیر بنا دیا ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی تسلسل سند وفکر کے بارے میں فرمایا:

"دیوبندیت کوئی مذہب یا فرقہ نہیں، جیسے معاندین اسے ایک مذہب یا فرقہ کا نام دے کر عوام کو اشتعال دلانے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ مسلک اہل سنت والجماعت کا ایک جامع مرقع اور مکمل ایڈیشن ہے، جس میں اہل سنت کی ساری شاخیں اپنی اصل سے جڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس دیوبندیت کے بارے میں کیا خوب جملہ استعمال فرمایا تھا، جو انہی کو زیب دیتا تھا، جب ان سے کسی نے پوچھا کہ دیوبندی کیا چیز ہے؟ یہ کوئی مذہب یا فرقہ؟ تو فرمایا کہ نہ مذہب ہے نہ فرقہ، بلکہ ہر معقول پسند دین دار کا نام دیوبندی ہے۔ فللّٰہ درّ ماقال۔"

علماء دیوبند کا دینی اور فکری مسلک اہل سنت والجماعت کا جامع، معتدل اور ہمہ گیر مسلک ہے، جس میں اصول دین یعنی کتاب سنت کی عظمت، شخصیات دین یعنی فقہاء، مجتہدین، محدثین، مفسرین، متکلمین، اصولیین، صوفیاء اور علماء ربانیین کا احترام، سنت اور جماعت دونوں کا حسین اجتماع ہے، ورنہ ان دوگانہ اصولوں سے ہٹ کر اختراع اور تجدد پسندی کی وجہ سے بدعات ومحدثات کی بھرمار ہے اور رجال دین سے بداعتماد ہو کر خود پسندی اور ایجاب رائے کی بنیاد پر کبر ونخوت کے بت تراشے گئے ہیں۔

اسی مسلک اعتدال کی وجہ سے علماء دیوبند دینی بے قیدی اور خودرائی سے بھی محفوظ رہے، شرک و بدعت کے اندھیرے بھی انہیں اپنے جال میں نہ کھینچ سکے، ان کے اعمال وافکار سے اسلام کا تسلسل بھی قائم رہا اور کوئی غیر مسلسل نظریہ دین کے نام سے اسلام میں داخل بھی نہ ہونے پایا، یہ حضرات اپنے علم وعمل کے تسلسل سے اسلام کے چراغ روشن کرتے گئے، تاریخ دیوبند پر نظر کرتے ہوئے ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام واقعی ایک زندہ وجاوید دین ہے، جو ان حضرات سے لے کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد سعادت تک مسلسل ہے۔

دارالعلوم دیوبند جس سے فیض پا کر ہزاروں علماء، محدثین، فقہاء، مفسرین، متکلمین، صوفیاء، مصنفین ومحققین، داعیان دین متین، مجاہدین حریت اور دیگر علوم وفنون کے ماہرین نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں مختلف النوع تجدیدی کارنامے انجام دیے، جن سے عالم اسلام رہتی دنیا تک مستفید ہوتا رہے گا۔

اس موقع پر میں ان چند مشاہیر عالم کی آراء کو ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جنہوں نے دیوبند کی عظمت کو شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے۔ علامہ سید رشید رضا مصری نے کہا: اگر میں اس مدرسہ کو نہ دیکھتا تو ہندوستان سے بہت غمگین واپس جاتا۔ ایک دوسرے موقع پر کہا کہ: میں نے مدرسہ دیوبند کو جسے ازہر ہند کا خطاب دیا جاتا ہے، ایک جدید علمی رجحان میں ترقی کرتے دیکھا، ہندوستان بھر میں میری آنکھوں کو ایسی ٹھنڈک کہیں حاصل نہیں ہوئی جیسی کہ مدرسہ دیوبند میں حاصل ہوئی اور نہ اتنی خوشی حاصل ہوئی جتنی وہاں، اس کی وجہ صرف وہ غیرت واخلاص ہے جو میں نے اس مدرسہ کے علماء میں دیکھا۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد سابق صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ آپ کے دارالعلوم نے صرف اس ملک میں لینے والوں ہی کی خدمت نہیں کی، بلکہ آپ نے اپنی خدمات سے اتنی شہرت حاصل کر لی ہے کہ غیر ممالک کے طلباء بھی آپ کے یہاں آتے ہیں اور یہاں سے تعلیم پا کر جو کچھ انہوں نے یہاں سیکھا ہے اپنے ممالک میں اس کی اشاعت کرتے ہیں، یہ بات اس ملک کے باشندوں کے لئے قابل فخر ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے بزرگ علم کو علم کے لئے پڑھتے اور پڑھاتے رہے ہیں، ایسے لوگ پہلے بھی ہوئے ہیں مگر کم، ان لوگوں کی عزت بادشاہوں سے بھی زیادہ ہوا کرتی تھی، آج دارالعلوم کے بزرگ اسی طرز پر چل رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف دارالعلوم یا مسلمانوں ہی کی خدمت نہیں، بلکہ پورے ملک اور دنیا کی خدمت ہے، آج دنیا میں مادیت کے فروغ سے بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور دلوں کا اطمینان اور چین مفقود ہیں، اس کا صحیح علاج روحانیت ہے، میں دیکھتا ہوں کہ سکون واطمینان کا وہ سامان یہاں کے بزرگ دنیا کے لئے مہیا فرما رہے ہیں، اگر خدا کو اس دنیا کو رکھنا منظور ہے تو دنیا کو بالآخر اسی لائن پر آنا ہے۔

ڈی جولیس جرمینس پروفیسر بوڈا پیسٹ یونیورسٹی ہنگری نے کہا کہ میں نے خود اپنے ملک میں دیوبند کے مدرسہ کے بارے میں سنا، مجھے ہمیشہ سے شوق تھا کہ علوم واسلامی اسپرٹ (روح) کے اس قلعہ کو دیکھوں، مجھے عربی اور تعلیمات اسلامی کی اس گہرائی اور جدوجہد کو دیکھ کر اور بھی زیادہ حیرت ہوئی، جو اس مدرسہ کے در و دیوار میں دائر وسائر ہے۔

جدوجہد آزادی سے لے کر اس خطہ بلکہ تمام اطراف عالم میں شرک وبدعات کا خاتمہ قرآن وسنت کی صحیح اور حقیقی تشریح اور ترویج واشاعت تک ان تمام مراحل میں فضلاء دیوبند کا بھرپور کردار ہے۔ ☆☆☆

# سرورِ کونین ﷺ کی قیادت کے امتیازی پہلو!

حکیم عبدالرحیم اشرف

گزشتہ سے پیوستہ

قیادت کی آزمائش مشکلات و مصائب میں ہوا کرتی ہے اور عوامی دباؤ میں ہی قائدین کے پختہ اور ناپختہ ہونے کا ثبوت ملا کرتا ہے، لیکن دیکھئے صالحین و مصلحین کے قائد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جبکہ آپؐ کے لئے بظاہر صورت حال میں سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا اور آپؐ یہاں تک مجبور تھے کہ آپ نے اپنا ملجا و ماویٰ دارارقم کو ہی قرار دے رکھا تھا اور حرم مکہ معظمہ تک میں آپ کی جان و عزت محفوظ نہیں تھی، آپ اعلان فرماتے ہیں کہ میری دعوت ناقابل ترمیم اور میرے اصول لچک ناآشنا ہیں۔ یہ یقین و استقامت ہر اس قیادت کی صداقت اور کامیابی دونوں کا ضامن ہے جو کسی اصول کو اساس کار بنا کر میدان میں قدم رکھتی ہے۔ اصول فراموش، اصولوں اور دینی نظریات کی قیمت پر دوسروں کا تعاون حاصل کرنے والے اگر اسوۂ نبوت کو اپنا راہنما قرار دیتے ہیں اور دنیوی جاہ و جلال اور تحفظ یا حصولِ اقتدار کی خاطر اصولوں کو نظر انداز کر دینے والے افراد و عناصر اپنی قیادت یا اقتدار کو دوسروں سے منوانا چاہتے ہیں تو انہیں اس میدان سے ہٹ کر پہلے اپنے ایمان کو مستحکم کرنا چاہئے اور اپنی تربیت اس انداز پر کرنا چاہئے کہ ان کے نفوس اسوۂ رسول سے مستنیر ہو کر بے اصولے پن اور اصولوں کو اقتدار کے استحکام یا حصولِ اقتدار کے لئے داؤ پر لگا دینے کی کمزوریوں سے پاک اور دنیوی لذات کی پستی سے بلند ہوں اور پھر وہ دوسروں کی قیادت راہنمائی اور ان کی فرمانروائی کا دم بھریں۔

## حضور سرور عالم ﷺ کی قیادت کا تیسرا امتیازی پہلو یہ ہے:

آپ نے عوام و خواص کی اصلاح و راہنمائی عملی قیادت و امانت، عدل و انصاف اور مساوات کے ایسے اصولوں اور ان اصولوں پر عمل سے فرمائی جن کے بارے میں تحدی چیلنج سے کہا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے اصول پیش فرمائے، ان میں سے ایک ایک پر بعینہٖ اسی طرح عمل کیا جس طرح آپ نے یہ اصول پیش فرمائے تھے اور جتنے وعدے بھی، اجتماعی یا سیاسی سطح پر فرمائے اور جو جو ضمانتیں آپ نے اللہ تعالیٰ کے رسول، امت مسلمہ کے قائد اور مدینہ طیبہ کی اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے لوگوں کو دیں، ان کا ایک حرف ایسا نہیں، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے من و عن عمل نہ کیا ہو۔

اصحاب تاریخ اور جامعین سنت و حدیث کا متفقہ بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب کسی شخص کو سپہ سالار بناتے یا کسی مختصر مجاہد جماعت کا سربراہ بناتے تو اسے بتاکید نصیحت فرماتے کہ وہ اپنے ذاتی معاملے اور اپنے احباب و اقربا کے بارے میں خدا خوفی کا طرز عمل اختیار کریں اور عام مسلمانوں سے بھلائی و خیر خواہی کا معاملہ کریں، پھر ارشاد فرماتے:

”اللہ تعالیٰ کے نام سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو شخص اللہ کو ماننے سے انکار کرے اس سے لڑو، غزوے کے دوران غلو اور دھوکے سے اجتناب کرو، کسی شخص کے اعضاء نہ کاٹو، کسی بچے کو قتل نہ کرو، مشرکوں میں سے اپنے دشمنوں کے بالمقابل آؤ تو پہلے اپنے اصولوں کی دعوت دو، وہ اگر قبول کر لیں تو اسے تسلیم کر لو اور لڑائی سے ہاتھ کھینچ لو۔“

قارئین محترم! کیا یہ بات تعجب خیز نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک فرد کی حیثیت سے دعوت اسلامی کا آغاز فرماتے ہیں، شروع ہی سے شدید ترین مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چاروں طرف دشمنوں کا گھیرا ہے، اپنا محبوب وطن چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں تشریف لے جانے کے مابعد یہود جیسی مکار اور بدعہد قوم سے سابقہ پڑتا ہے۔ رومی اور ایرانی سلطنتیں، مشرکین مکہ اور یہود سے گٹھ جوڑ کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے کسی بھی ذلیل سے ذلیل حرکت سے گریز نہیں کرتیں۔ مگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل یہ ہے کہ اگر مکہ مکرمہ سے ہجرت فرماتے ہیں تو سب سے پہلے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد وہ امانتیں کرتے ہیں جو انہوں نے نہیں دشمنوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جمع کرا رکھی تھیں۔ مدینہ طیبہ میں اگر آپ اعلان

فرماتے ہیں: ''الصدق ینجی والکذب یھلک'' ...سچ ذریعہ نجات اور جھوٹ باعث ہلاکت ہے... تو عہد شکن یہودیوں تک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدق وسچائی ہی کا رویہ اختیار فرماتے ہیں اور کسی بڑے سے بڑے معاند وباطن کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی عہد شکنی اور غلط بیانی کا الزام عائد کر سکے۔

## سرور کونین ﷺ کی قیادت کا چوتھا اصول تھا: مردم سازی:

''مردم سازی'' ہر اس قیادت کا کار خاص ہوتا ہے جو اپنی عظمت کے لئے نہیں بلکہ اپنے اصولوں کی کامیابی اور خلق خدا کی بہبود کے لئے کام کرتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی مختصر مدت میں ایک نہیں کئی ایک قوموں کی کایا پلٹ کر رکھ دی، شتر بانوں کو قافلہ سالار انسانیت بنایا اور علم سے تہی دامن افراد کو موجود دنیا کے فلاسفروں کا استاد بنایا۔ دربار رسالت کو دیکھئے شجاعت وسیاست کے پیکر یہ ابوبکر و عمر، علی و عثمان، طلحہ و زبیر، ابوموسیٰ اور معاذ بن جبل، جعفر طیار اور حمزہ حسین بن علی، ابوعبیدہ بن جراح عمرو بن العاص، ابوسفیان، عکرمہ بن ابی جہل، خالد بن ولید و معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم اجمعین، زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ، حسن بن علی، ابوذر غفاری، بلال حبشی، سلمان فارسی، عبداللہ بن عمر، مصعب بن عمیر، محمد بن مسلمہ ابودرداء رضی اللہ عنہم اجمعین، اہل علم وفضل اور عقلاء روزگار کی صف میں خلفاء اربعہ کے علاوہ ''صبر ھذہ الامۃ'' عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، ابی ابن کعب، معاذ بن اشعری، ابوسعید خدری، عبدالرحمن بن عوف رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

قصہ مختصر یہ کہ ہم جب ''مردم سازی'' اور قیادت خیزی کے عنوان سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر غور کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع الصفات ذات کی جلوہ آرائیاں کبھی صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ بن کر نمایاں ہوتی ہیں، کبھی عثمان ذوالنورینؓ اور حیدر کرارؓ ہو کر ضیا پاشی کرتی ہیں، کسی لمحے جعفر طیارؓ اور سعدؓ کی صورت میں نمایاں ہوتی ہیں، کسی وقت ابوذرؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قالب اختیار کرتی ہیں اور کبھی حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہن کے پیکروں کو اپنا مظہر بناتی ہیں اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ اہل دنیا نے اس امامت کبریٰ کا مشاہدہ بچشم سر کر لیا جس کا عہد، سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ''انی جاعلک للناس اماماً'' کے الفاظ میں کیا گیا تھا اور یوں دکھائی دینے لگتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت عظمیٰ نے نوح کے جوش تبلیغ، ابراہیم کی حنفیت اور ولولۂ توحید، اسماعیل علیہ السلام کی فدویت، ایوب علیہ السلام کے صبر و استقلال، یعقوب علیہ السلام تسلیم ورضا، یوسف علیہ السلام کے تدبر وعلم، داؤد علیہ السلام کے ذوق عبادت اور انداز شجاعت، یحییٰ علیہ السلام کی صفت پاکبازی، لوط علیہ السلام کی غیرت وحمیت اور عیسیٰ علیہ السلام کے زہد، ان سب کو ارتقائے انسانیت کی ناگزیر ضرورت اور تکمیل بشریت کی لازمی شرط قرار دیا اور پھر اس انداز سے افراد امت کی تربیت فرمائی کہ ان جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے خصائص، اپنی امت کے افراد میں مرتکز کئے اور یہ اعلان فرمادیا کہ: ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مردم سازی کے باب کا احاطہ تو کجا، اس پر سیر حاصل گفتگو بھی ممکن نہیں۔ اگر کسی کو اس عنوان سے سیدالعرب والعجم کی مساعی اور ان کے نتائج کی جھلک دیکھنی ہو تو بجائے اس کے کہ وہ صدیقؓ و فاروقؓ اور ذوالنورینؓ وحیدر کرارؓ کی بلند قامت شخصیتوں کی عظمتوں کی جانب اُچک اُچک کر دیکھے وہ اس جانب متوجہ ہو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ سے زائد جن افراد کی تربیت فرمائی تھی، ان میں صرف وہ دو تین افراد جن پر ان کی نفسانی خواہشات نے غلبہ پالیا اور وہ شیطان کے بہکاوے کا شکار ہو کر قبیح غلطیوں کے مرتکب ہو گئے تھے کے ناموس کا عالم کیا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ غامد قبیلے کی ایک عورت از خود اعتراف کرتی ہے کہ اس نے بدکاری کا ارتکاب کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسلسل تین مرتبہ ٹالتے ہیں، وہ آخرکار عرض کرتی ہے کہ میں مبادیات ہی میں مبتلا نہیں ہوئی، ناجائز حمل بھی ہو چکا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہیں بچے کی پیدائش کے بعد سزا دی جائے گی۔ یہ مدت کسی ضمانت کے بغیر گزرتی ہے، وہ نوزائیدہ بچے کو گود میں لئے حاضر ہوتی ہے اور درخواست کرتی ہے کہ اس پر شریعت کے حد جاری کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک بچہ دودھ پیتا ہے، سزا ملتوی رہے گی۔ رضاعت کا زمانہ گزرا تو حاضر ہوئی اور وہ کہہ رہی تھی، خدا کے رسول اب تو مجھے بدکاری کی نجاست سے پاک کیجئے، اب تو کوئی عذر باقی نہیں رہا اور وہ یہ کہتے ہوئے جانتی تھی کہ شریعت نے میرے جرم کی سزا یہ مقرر کی ہے کہ زمین میں کمر تک گاڑ کر مجھے سنگسار کیا جائے گا اور اسی طرح سنگسار کیا گیا۔

جس نبی کی قیادت وتربیت میں زنا جیسے فعل میں مبتلا ہو جانے والوں کا یہ حال ہو، اس کی قیادت

میں صدیقیت وشہادت پر فائز ہونے والوں کا کمال کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

سیدالعالمین ﷺ کی قیادت کے بہت سے اہم عنوانات ایسے ہیں جن کی اہمیت کا تقاضا ہے کہ ان پر تفصیلی گفتگو ہو، لیکن نہ صرف یہ کہ ایسا ممکن نہیں بلکہ اس کا بھی امکان نہیں کہ ان کی فہرست ہی پیش کی جاسکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قائدانہ تحمل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند نگاہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تدبر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتدال، توازن، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے حسن سلوک، یہ اور اس قسم کے بیسیوں عنوانات ہیں جو اس موضوع کے اہم مباحث ہیں، لیکن اس وقت اسی پر اکتفا کرتے ہوئے بطور حرف آخر ایک اہم پہلو کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

یہاں پہنچ کر مجھے اپنے آپ سے اور آپ کے توسط سے اس ملک کے ذی شعور افراد سے یہ سوال کرنا ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی قائدانہ حیثیت زیر بحث ہو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور سیرت رسول کے کسی دوسرے پہلو کا تذکرہ، سوال یہ ہے کہ یہ بات ہمارے لئے کفایت کرے گی کہ ہم سیرت کے تذکروں اور احادیث کی کتابوں کو کھنگال کر چند واقعات جمع کر کے بیان کردیں اور سننے والے جوش عقیدت کا اظہار کردیں یا اس عمل سے ہماری بگڑی سنور جائے گی کہ ہم میں سے جو جس طبقے سے تعلق رکھتا ہے اور جو جتنے وسائل و اختیارات پر حاوی ہے، ان کے مطابق اظہار عقیدت اور مظاہرۂ محبت کر گزرے اور یہ سمجھ لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ ہدیۂ عقیدت پیش کردیا گیا جو میری، میری قوم کی اور میرے ملک کی بہبود کے لئے کافی ہے اور اس سے ہمارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔

قارئین حضرات! میں کسی معذرت خواہی کے بغیر عرض کروں گا کہ یہ روش کہ ہم الفاظ حروف اور نعرے وجلوس اور اجلاس سیرت و محفل وعظ کو ہی وہ عمل قرار دے لیں جو ہمیں بارگاہ رسالت میں ذر آنے کا موقع فراہم کردے اور اس عمل سے ہم وہ قوم بن جائیں جس قوم کی تاسیس و تنظیم کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور جس قوم کے لئے دنیا اور آخرت دونوں کی کامرانیوں کے وعدے کئے گئے تھے، یہ ایک ایسی عظیم اور مہلک غلط فہمی ہے جو اگر جلد دور نہ ہوئی تو ہم پستی کے اس غار میں اوندھے منہ گر جائیں گے، جس غار میں گری ہوئی قوم کبھی دوبارہ نہیں اُٹھ سکتی اور اگر ہم اس حقیقت کو پالیں اور اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب و تعلق صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اسوۂ رسول کے جس جس زاویے پر سردھنتے اور ''احسنت ومرحبا'' کے نعرے بلند کرتے ہیں، اس اسوہ کو عملاً اختیار کریں اور جو جس مقام پر ہے اور جتنے وسائل و ذرائع رکھتا ہے، ان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو عملی جامہ پہنانے میں وہی اسلوب اختیار کرے جو دارارقم سے مسجد نبوی تک میں حاضری دینے والوں نے معمول بنایا تھا تو اس کا نتیجہ صرف یہی نہیں ہوگا کہ ہماری اپنی زندگیوں میں انقلاب رونما ہو جائے گا بلکہ یقین بھرے دل سے کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر و عمل میں آج بھی وہی قوت ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے تھی کہ نہ صرف دامن نبوت میں پناہ لینے والوں کی بگڑی بن جائے گی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و افعال کی یہ قوت پھر سے مشاہدے میں آئے گی کہ آج کے ابوجہل وہی کچھ کہنے لگیں گے جو عہد رسالت کے ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سو تیرہ ساتھیوں کی مدد کے لئے میدان جنگ میں آئے تو ابوجہل پکار اٹھا تھا:

''اگر یہ رپورٹ درست ہے اور محمد (ﷺ) کی مدد کے لئے اور کوئی فوج یہاں نہیں آنے والی اور مقابلہ ہمارے اور محمد (ﷺ) ان کے تین سو تیرہ ساتھیوں ہی کے مابین ہے تو خدا کی قسم! ان لوگوں کو موت نے گھیر کر یہاں جمع کردیا ہے اور کل ہم ان کے سروں کی کھوپڑیوں میں شراب پئیں گے، لیکن اگر بات وہ ہے جو محمد (ﷺ) ہر ملے اور ہر موقع پر کہتے ہیں کہ خدائے زمین و آسمان ان کے ساتھ ہے تو ظاہر ہے خدا کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔''

رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم! اگر ہم اور آج کی ہماری قیادتیں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول قیادت اور طریق قیادت کی پیروی کریں تو آج بھی نتائج وہی رونما ہوں گے، جو کل ہوئے تھے اور دنیا پھر سے دیکھ لے گی کہ محمدیت غالب و فاتح اور قیصریت مغلوب و مفتوح، سرور کونین کی قیادت کامیاب و کامران ہے اور ابوجہل ناکام و نامراد، چراغ مصطفوی کل بھی شرار بولہبی کے بالمقابل نور کی کرنیں بکھیرتا رہا ہے اور اس نے عالم انسانی کو جگمگادیا اور آج بھی اس چراغ کو روشن کردیا جائے تو شرار بولہبی کی تیزہ کاری کے باوجود یہی چراغ منبع انوار ہوگا اور ظلمتوں کے بادل چھٹ جائیں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

(بشکریہ ماہنامہ ''المنبر'' فیصل آباد، جنوری ۲۰۱۴ء)

# ایک ہفتہ

# حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء و مشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو ’’شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس‘‘ میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات و تاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

دوسری قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

## ۱۲ر دسمبر کی مصروفیات:

۱۲ر دسمبر صبح ہوٹل کے کمرے میں نماز باجماعت ادا کی۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی امام الصلوٰۃ بنے۔ فقیر ان کا اکلوتا مقتدی ٹھہرا۔ نماز کے بعد چائے، کافی کا جملہ سامان ہوٹل میں موجود تھا۔ الیکٹرک چینک تھی۔ فقیر نے کافی تیار کی۔ مولانا لدھیانوی نے نوش جان فرمائی تو اچھا بنانے کی تعریف کی۔ میری جان میں جان آئی۔ اب پسندیدہ موضوعات پر گفتگو شروع ہوگئی۔ گھنٹہ بھر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ یکے بعد دیگرے غسل، وضو، تازہ کرکے ابھی مکمل تیار بھی نہ ہونے پائے تھے کہ انٹرکام پر پیغام ملا کہ دوسری منزل پر واقع ڈائننگ ہال میں ناشتہ تیار ہے۔ ہم چوتھی منزل سے دوسری منزل پر آئے تو وفد کے قریباً جملہ اراکین تشریف لاچکے تھے۔ اپنی اپنی مرضی کا ماحضر انتخاب کرکے ناشتہ کیا۔ میری مدد مولانا عبدالقیوم نعمانی کے صاحبزادہ حافظ ابوبکر اور حضرت مولانا امجد خان مدظلہ نے کی۔ جو لاکر رکھا فقیر نے پیٹ میں اتار لیا۔ ورنہ مابدولت کو تو ان ہوٹلوں کے آداب کا بھی پتہ نہیں۔ ناشتہ پر بھی تبادلہ خیال ہوتا رہا۔

## پنجور گارڈن، اورنگزیب عالمگیرؒ کی یادگار:

ناشتہ سے فارغ ہوکر اپنے کمرے میں آئے۔ تھوڑی دیر بعد اطلاع ملی کہ گاڑیاں تیار ہیں۔ نیچے آجائیں۔ کاؤنٹر سے پاسپورٹ وصول کئے۔ گاڑیوں میں بیٹھے۔ چندی گڑھ سے پنجور گارڈن جانا تھا۔ جونہی مین روڈ پر آئے، سامنے پہاڑ نظر آئے تو ڈرائیور نے بتایا کہ یہ شملہ کے پہاڑ ہیں۔ جو یہاں سے سو کلومیٹر پر واقع ہے۔ گاڑیاں دوڑتی رہیں۔ راستہ میں بندروں کے غول کے غول سڑک پر دیکھے جو آنے جانے والوں سے بے نیاز اپنی اچھل کود میں مصروف تھے۔ کھلے بندوں ان کا اس طرح آزادانہ گھومنا پھرنا نئی چیز تھی۔ اتنے میں پنجور نامی گاؤں کے باغ میں پہنچے۔ باغ اورنگزیب عالمگیرؒ کا بنایا ہوا ہے۔ ۱۷ویں صدی میں یہ تعمیر کیا گیا۔ جناب فدا خان نے ڈیزائن کیا۔ انہوں نے شاہی مسجد لاہور بھی ڈیزائن کی تھی۔ یہ باغ آج بھی اسی طرح اپنے بنانے والوں کی عظمتوں کا اعلان کررہا ہے۔ قسم قسم کے پھل دار، پھول دار، سایہ دار، مسحور کن، بلند و بالا، رنگ برنگے درخت، باغ میں قائم عمارتیں فن تعمیر کا شاہکار، آج بھی بڑے ذوق وشوق سے لوگ اس کے نظارے سے دل بہلاتے ہیں۔ ہمارا وفد تمام سیاحوں کی نظروں کا مرکز رہا۔ یہ دیکھ کر حیرت انگیز خوشی ہوئی کہ پرائمری سکول کے طلباء کا ایک گروپ آیا ہوا تھا۔ اس میں مسلمان، سکھ، ہندو، تمام طلباء شامل تھے۔ باہمی اس طرح محبتوں سے سرشار کہ بہت ہی حیرت زدہ۔ اس ماحول میں فقیر کھو گیا۔ ہمارے ہاں تو خیر سے اسلام کے نام سے موسوم فرقے ہی باہمی دست بگریبان۔ خون اتری آنکھوں سے ایک دوسرے سے برتاؤ کرتے ہیں۔ کیا دنیا میں جینے کے یہی لچھن ہوتے ہیں؟

## سرہند شریف کی طرف روانگی:

باغ میں گھومے، عمارتوں کو دیکھا، اس کے تالاب و فوارے دیکھے۔ بڑوں کی بڑی باتیں۔ مغل بادشاہ واقعی یادگاریں قائم کرنے میں بھی بادشاہ تھے۔ (یاد رہے چندی گڑھ کو تین صوبوں کی سرحد لگتی ہے۔ پنجاب، ہریانہ، ہماچل) گھنٹہ ڈیڑھ بعد یہاں سے چلے تو دوبارہ چندی گڑھ کے راستہ سے سرہند جانے کے لئے وفد رواں دواں ہوا۔ راستہ میں کھرڑ پٹیالہ راجواڑہ کے بورڈ بھی نظر آئے۔ ایک ہوٹل پر چائے کے لئے رکے۔ پچاس کلومیٹر کا سفر ہوگا یہاں سے سرہند شریف کا۔ جب وہاں پہنچے تو ظہر کی نماز ہوچکی

تھی۔ سرہند شریف خانقاہ مبارک کی قدیمی تاریخی مسجد میں مولانا فضل الرحمن نے امامت کرائی۔ میرے ایسے جن لوگوں نے تازہ وضو بنانا تھا وہ بعد میں حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی امامت میں ادائے فرض سے سبکدوش ہوئے۔

**سرہند شریف کے موجودہ سجادہ نشین سے ملاقات اور مزارات پر حاضری:**

نماز سے فارغ ہوئے تو موجودہ سجادہ نشین سرہند شریف جناب خلیفہ محمد صادق رضا مجددی کے ظہرانہ میں وفد نے شرکت کی۔ یہاں سے فارغ ہوتے ہی مزارات پر حاضری دی۔ مہمان خانہ سے مسجد کو جائیں تو مسجد کے مین گیٹ میں داخل ہونے کے بجائے گیلری سے سیدھے جائیں۔ صحن سے گزرتے ہی آپ حضرت شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانیؒ کے مزار پر ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے حجرہ شریفہ میں آپ کے دو صاحبزادے خواجہ محمد صادقؒ اور حضرت خواجہ محمد سعیدؒ بھی مدفون ہیں۔

**قائد جمعیت کا حضرت مجددؒ کے مزار پر مراقبہ:**

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب تو حجرہ مبارکہ میں داخل ہوتے ہی حضرت مجدد صاحبؒ کی پائنتی کی جانب سر جھکائے، دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ کو چھپائے، دعا کرنے کے انداز میں گردن نیچی کئے ایسے بیٹھے کہ خاصا وقت گزر گیا۔

آپ کے پاس پہلو میں پہلے مولانا عبدالغفور حیدری بیٹھے، وہ اٹھے تو مولانا خالد محمود سومرو بیٹھ گئے۔ سب سے آخر میں مولانا فضل الرحمن کیفیت دعایا مراقبہ سے فارغ ہوئے تو آنکھیں سرخ تھیں۔ اور چہرہ پر احترام ومحبت کی کیفیات۔ اسی دوران میں مولانا امداد اللہ، مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری، مولانا زاہد الراشدی باری باری دعا کے لئے آتے رہے۔ فقیر بت بنا کھڑا رہا۔

**حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبؒ کے مزار پر:**

یہاں سے فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبؒ کے مزار مبارک پر حاضری دی۔ جو حضرت مجدد صاحبؒ کے مزار سے ہٹ کر بجانب قبلہ دو ایکڑ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ خانقاہ سے کچھ دور حضرت مجدد صاحبؒ کے والد گرامیؒ کا مزار مبارک ہے۔ وہ کچھ فاصلہ پر تھا۔ وہاں نہ جا سکے۔ واپسی ہوئی تو عصر کی نماز سرہند شریف کی مسجد میں باجماعت پڑھی۔ اب سجادہ نشین صاحب، حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ اور دوسرے چند حضرات کو اپنے گھر لے گئے۔ وہاں چائے پلائی اور اجازت ملی تو وفد روانہ ہوا۔ اب وفد نے سہارنپور جانا ہے۔ لیکن ٹھہریے۔ مجھے سرہند میں تھوڑی دیر اور رکنا ہے۔

**سرہند میں خانقاہ شریف کا محل وقوع:**

سرہند شریف مسجد ومزار میں داخل ہوں۔ تو خانقاہ شریف کے دروازہ پر سامنے سڑک کے اس پار گردوارہ ہے۔ بہت ہی خوبصورت ووسیع اور خاصا پررونق۔ فتح گڑھ کے نام پر گردواروں کا شہر آپ قرار دے لیں تو حرج نہیں کہ بہت ہی کثرت سے گردوارے ہیں۔ ہاں میں بھول گیا کہ جب ہمارا وفد خانقاہ شریف میں داخل ہوا تو مزار مبارک حضرت مجددؒ پر سکھ حضرات بھی احترام میں کھڑے تھے اور دعائیں کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلم بھی کثرت سے یہاں سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ سچ ہے کہ اللہ والوں کی محبت لوگوں کے دلوں پر آسمانوں سے اترتی ہے۔

**اصلی مزار شریف:**

وہاں صحن میں ایک دروازہ لگا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت مجدد صاحبؒ کے اصل مزار پر جانے کے لئے سرنگ کے منہ پر یہ دروازہ ہے۔ یہاں سے نیچے جانا پڑتا ہے۔ جہاں ہم نے دعا کی وہ گراؤنڈ فلور کا مزار ہے۔ بعینہ اصل کے اوپر۔ اصل تہہ خانہ میں ہے جسے سرنگ کے ذریعہ راستہ جاتا ہے۔ اصل مزارات آج بھی کچے، سادہ، سنت وشریعت کے مطابق ہیں۔ اس سے آپ کے حامی بدعت نہ ہونے کی ادا مبارک کو حق تعالیٰ نے مزار شریف کے ذریعے بھی محفوظ رکھا ہوا ہے۔ جہاں ہم نے سلام عرض کیا۔ اس کمرہ کے اوپر بھی کمرہ ہے۔ اس میں بھی مزارات بنائے گئے ہیں۔ عرس کے دنوں میں فرسٹ فلور، گراؤنڈ فلور پر لوگ سلام عرض کرتے ہیں۔ اصل مزار مبارک کچا اور سادہ تہہ خانے میں واقع ہے۔ ہماری وہاں موجودگی میں عصر کی اذان ہوئی۔ آج بھی حضرت مجدد صاحبؒ کے مزار مبارک کی مسجد شریف میں صلوٰۃ وسلام کے بغیر اذان ہوتی ہے۔ خلیفہ صاحب یعنی سجادہ نشین ہمارے وفد کے ہمراہ رہے۔ آپ نے بہت ہی عزت دی۔ یہ سب صحیح العقیدہ ہیں۔ مزار شریف جاتے ہوئے بہت دکانیں ہیں۔ اس میں مکتبے بھی ہیں۔ لیکن وفد کے پاس وقت نہ تھا۔ طائرانہ نظر تو پڑی، تفصیلی جائزہ کا موقع نہ ملا۔ آج حضرت مجدد صاحبؒ کے مزار مبارک پر ہمارے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ یاد تو نہیں آئے بلکہ آپ کی یادوں اور حضرت مجدد صاحبؒ کے قدموں کے درمیان کھو گیا۔ بظاہر کہ کھڑا تھا۔ ارے سوچو تو سہی! سعادت مندی کہاں لے آئی؟ آل، اولاد، جماعت، رفقاء کے لئے رب کریم کے حضور بھیک مانگی۔ خوب مانگی اور امید ہے کہ میں نے اپنے حساب سے مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے بے حساب عنایت فرمائی ہوگی۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں افسانہ نہ بن جائے۔ ورنہ دل کی کیفیت تو سوا ہے۔

**حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مختصر حالات:**

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی ولادت

باسعادت شوال ۹۷۱ھ مطابق جون ۱۵۶۴ء میں ہوئی۔ سرہند شریف آپ کی ولادت سے دو سو برس پہلے سے آباد چلا آرہا ہے۔ اس کا قدیم نام سہرند تھا۔ سہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ رند کے معنی جنگل ہیں۔ سہرند کا قریب المخرج سرہند ہوا۔ یا یہ کہ ایک زمانہ میں یہ شہر غزنویوں اور ہندوؤں کے لئے سرحد کا کام دیتا تھا۔ اس لئے سر ہند کہلایا۔ ۱۱۵۱ء میں سلطان محمد غوری نے اسے فتح کیا۔ فیروز شاہ تغلق نے اسے ترقی دی۔ بابر اور ہمایوں بھی سرہند آئے۔ یہاں سے دہلی دوبارہ جاکر تخت و تاج سنبھالا۔ عہد مغلیہ میں یہاں ۳۶۰ مساجد، سرائے، کنویں اور مقبرے پائے جاتے تھے۔ حضرت مجدد صاحبؒ نے بھی وقیع کلمات اپنے شہر کے متعلق استعمال کئے۔ (دعوت وعزیمت ج ۴ص ۱۳۱) آج باقی مساجد تو اپنی جگہ خود حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد گرامی کے مزار شریف کے قریب کی مسجد کی ویرانی دیکھی نہیں جاتی۔ یہ مجھے ایک دوست نے بتایا۔ کہاں مولانا ابوالکلام آزادؒ یاد آئے۔ آپ نے تقسیم کے وقت دہلی جامع مسجد میں مسلمانوں کو ترک وطن سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ''تم تو جارہے ہو ان مساجد کو کن کے سپرد کر کے جارہے ہو۔ تم چلے گئے تو ان لاکھوں مساجد کا کیا بنے گا؟'' قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید! حضرت مجدد الف ثانیؒ کا سلسلہ نسب ۳۱ واسطوں سے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نسباً فاروقی ہیں۔ شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے ۲۸ واسطوں کا ذکر کیا ہے۔

(ایضاً ص ۱۲۸ حاشیہ)

غرض فاروقی النسب قریشی ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام مخدوم عبدالاحد ہے۔ حضرت مجدد صاحبؒ کے چندرھویں جد شہاب الدین علی فرخ شاہ کابلی تھے۔ انہیں کے سلسلہ سے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ بھی ہیں۔ حضرت مجدد صاحب کے جد سادس امام رفیع الدین، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال بخاری (وفات ۷۸۵ھ) اوچ شریف کے امام الصلوٰۃ اور خلیفہ تھے۔ مخدوم سید جلال بخاریؒ نے امام رفیع الدین کو سرہند شریف بھیجا تھا اور انہوں نے آپ کے حکم پر یہاں قیام فرمایا۔

(ایضاً ص ۱۳۰)

## حضرت مجددؒ کے والد گرامی:

حضرت مجددؒ کے والد گرامی حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابریؒ سے بیعت تھے۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کے بعد حضرت کے خلیفہ رکن الدین سے خلافت حاصل کی۔ ان دو بزرگوں کے علاوہ شاہ کمال کیتھلیؒ سے بھی آپ کا ربط خاص تھا۔ حضرت مخدوم عبدالاحد ظاہری و باطنی علوم کے ماہر تھے۔ علم شریعت بڑی عمر میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے حکم پر حاصل کیا۔ آپ نے جون پور، بنگال میں طلب علم کے لئے سفر کئے۔ حضرت مجدد صاحبؒ اپنے والد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تمام علوم میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ لیکن فقہ و اصول فقہ میں آپ کی نظیر نہ تھی۔ فقہ کے درس میں امام ابو حنیفہؒ کی علوشان، جلالت، وامامت کو نمایاں اور عیاں کرتے تھے۔ حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا اپنے والد سے سنا کہ اہل بیت کرامؓ کی محبت کو ایمان کی حفاظت اور حسن خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔ جب والد صاحب کو سکرات شروع ہوئی تو میں نے آپ کو یاد دلایا۔ فرمایا: الحمد للہ والمنۃ! کہ میں اس محبت میں سرشار اور اس دریائے احسان میں غرق ہوں:

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کن بر ایمان خاتمہ

(زبدۃ المقامات ص ۱۲۳)

جو بدنصیب خارجی، سیدنا علیؓ، سیدنا حسینؓ، سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق دلخراش، بیہودہ یاوہ گوئی کرتے ہیں۔ قارئین کرام یقین فرمائیں کہ ان ملاعنہ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

حضرت مجدد صاحبؒ کے والد گرامی کا وصال ۱۰۰۸ھ میں ہوا۔ سرہند شریف سے مغربی جانب ایک میل پر آپ کا مزار واقع ہے۔ حضرت مجدد صاحبؒ کے چھ بھائی تھے، حضرت مجدد صاحبؒ نے شاہ کمال کیتھلی کا دور بچپن میں پایا۔ حضرت شاہ کمالؒ آپ پر کمال درجہ توجہ فرماتے تھے۔ والد صاحب کے ساتھ ان کی خدمت کو جاتے تھے، حضرت مجدد صاحبؒ نے تھوڑی مدت میں تکمیل حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ پھر والد صاحب سے علوم عربی پڑھے۔ مولانا کمال کشمیریؒ جو سیالکوٹ میں مقیم تھے اور معروف علامہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے بھی استاذ تھے۔ ان سے بھی حضرت مجدد صاحب نے منتہی کتب پڑھیں۔ شیخ ابن حجر ہیثمی مکی محدث کے شاگرد شیخ یعقوب صرفی کشمیریؒ سے حضرت مجدد صاحبؒ نے علم حدیث حاصل کیا۔ آپ اپنے والد گرامی کی زندگی میں تمام علوم حاصل کر چکے تھے۔ آپ نے درس و تدریس کا بھی سلسلہ قائم کیا۔ آگرہ بھی گئے۔ ابوالفضل وفیضی سے بھی ملاقات رہی لیکن اختلاف ذوق و مسلک کی وجہ سے مناسبت نہ ہوئی۔ تاہم فیضی آپ کے تبحر علمی کا نہ صرف قائل تھا بلکہ استفادہ بھی کرتا تھا۔ (ایضاً ص ۱۴۰)

## حضرت مجددؒ کا عقد نکاح:

آگرہ قیام طویل ہوا تو حضرت مجدد صاحبؒ کو آپ کے والد گرامی شیخ عبدالاحد آگرہ سے جاکر سرہند لے آئے۔ اس سفر میں سرہند وآگرہ کے درمیان تھانیسر میں قیام ہوا۔ تو تھانیسر کے حاکم شیخ سلطان کے ہاں قیام ہوا۔ اشارہ غیبی ہوا یا حضرت مجدد صاحب کے اخلاق وخصوصیات کی بناء پر حاکم

نے حضرت مجدد صاحبؒ سے اپنی بیٹی کا عقد کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یوں شیخ عبدالاحد نے اپنے بیٹے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ اپنی بہو کو بھی رخصت کر کے سرہند تشریف لائے۔ سرہند پہنچ کر حضرت والد صاحب سے حضرت مجدد صاحبؒ نے علوم ظاہری وباطنی کا اکتساب جاری رکھا۔

### حضرت مجددؒ اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں:

والد صاحبؒ سے بھی سلسلہ چشتیہ وقادریہ کا سلوک مکمل کیا۔ والد صاحبؒ کے وصال کے بعد ۱۰۰۸ھ میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے ارادہ سے دہلی آئے تو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کا اصل نام رضی الدین ابوالمؤید عبدالباقی بن عبدالسلام ختنیؒ ہے۔ مشہور خواجہ باقی باللہ کابلی ثم دہلوی کے نام سے ہوئے۔ آپ ۹۷۱ھ کو کابل میں پیدا ہوئے۔ آپ نے متعدد مشائخ سے کسب فیض کیا اور نقشبندی سلسلہ کے امام قرار پائے۔ قلعہ فیروزی دہلی میں بڑی نہر اور بڑی مسجد تھی وہاں وفات تک مقیم رہے۔

### سلسلۂ نقشبندیہ کا چشمہ فیض:

سلسلۂ نقشبندیہ ہندوستان میں دو ذرائع سے پھیلا۔ خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے بھتیجے خواجہ امیر ابوالعلاء اکبرآبادیؒ کے ذریعے سے جو سلسلہ چلا۔ اس میں چشتیہ ونقشبندیہ باہم مخلوط ہیں۔ دوسرا طریق حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا ہے۔ اصلاً سلسلہ نقشبندیہ یہی ہے جو اختلاط سے مبرا ہے۔ خواجہ باقی باللہؒ کے خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ذریعے پورے عالم میں اس سلسلہ کا فیض چلا۔ خواجہ باقی باللہؒ نے ۱۰۱۴ء میں دہلی میں چالیس سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ دہلی مغربی میں قدم رسول کے قریب آپ کا مزار ہے۔ جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے کیا ملے۔ گویا مرشد اپنے مرید کے انتظار میں تھا۔ حضرت خواجہؒ بڑے دیرآشنا طبیعت کے مالک تھے۔ لیکن یہاں تو اللہ رب العزت کو منظور ہی یہ تھا کہ حضرت خواجہؒ کے ذریعے حضرت مجدد صاحبؒ سے تجدید کا کام لینا تھا۔ حضرت خواجہؒ نے خود فرمایا کہ آپ ہمارے پاس چند روز مہمان رہیں، ایک ماہ، ایک ہفتہ ہی سہی۔ حضرت مجدد صاحبؒ نے حامی بھرلی۔ ڈیڑھ ماہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں رہے۔ پہلے دن شیخؒ نے توجہ دی تو حضرت مجدد صاحبؒ کا ذکر قلبی کا لطیفہ جاری ہوگیا۔ روز بروز تصوف کے مراتب درجہ بدرجہ طے ہوتے رہے۔

### خرقہ خلافت سے سرفرازی:

حضرت خواجہ نے ایک روز فرمایا کہ ''تمہیں نسبت نقشبندیہ کامل طور پر حاصل ہوگئی۔'' آپ سرہند آگئے۔ دوبارہ شیخؒ سے ملنے دہلی گئے تو خرقہ خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ تیسری بار گئے تو حضرت خواجہؒ نے دہلی سے باہر نکل کر آپ کا استقبال کیا۔ حضرت خواجہؒ نے اس بار فرمایا: ''اب امید حیات کم ہے۔'' اپنے کم سن بیٹوں اور اہلیہ کی تربیت کا فرمایا اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ آپ ایسا چراغ بنیں گے جس سے ایک عالم روشن ہوگا۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا: ''شیخ احمد وہ آفتاب ہیں جن کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔'' حضرت مجددؒ سرہند میں رہے۔ زیادہ وقت گوشہ نشینی میں گزرا۔ ہندوستان میں دہلی کے بعد لاہور دوسرا بڑا مرکز علمی ہوتا تھا۔ حضرت مجددؒ سرہند سے لاہور تشریف لائے۔ مولانا طاہر لاہوریؒ اور دیگر حضرات آپ سے بیعت ہوئے۔ حضرت مجدد صاحبؒ لاہور میں تھے کہ دہلی میں حضرت خواجہ کا وصال ہوگیا۔ آپ لاہور سے سیدھے دہلی گئے۔ سرہند راستہ میں تھا مگر گھر نہ گئے۔ مرشد کے مزار پر گئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے عزیزان ومریدین سے تعزیت کی۔ چند روز دہلی میں رہے۔ خانقاہ حضرت خواجہؒ کی رونقیں بحال ہوگئیں۔ پھر سرہند آئے۔ اس کے بعد صرف ایک بار دہلی آئے۔

### دین اکبری کا قلع قمع:

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مجددانہ کام دین اکبری کا قلع قمع کرنا تھا۔ گوالیار کی اسیری ونظر بندی کے ابتلاء سے آپ گزرے۔ اس وقت حضرت مجدد صاحبؒ کی مقبولیت کا اس سے اندازہ کریں کہ آپ کے ایک خلیفہ مولانا سید آدم بنوریؒ لاہور تشریف لائے تو دس ہزار علماء، مشائخ وسادات نے آپ کا استقبال کیا تھا۔ اگر مرید کی مقبولیت کا یہ عالم ہے تو شیخ کی مقبولیت کا کیا عالم ہوگا؟

### گرفتاری:

آپ کی گرفتاری جہانگیر کے حکم سے ربیع الثانی ۱۰۲۸ھ کو ہوئی۔ آپ کی حویلی، سرائے، کنواں اور کتابیں ضبط کرلی گئیں اور متعلقین کو یہاں سے منتقل کردیا گیا۔ دو برس آپ مقید رہے۔ اس دوران سینکڑوں بت پرستوں نے اسلام قبول کیا۔ اور سینکڑوں قیدی تائب ہوئے۔ قلعہ گوالیار اور شاہی لشکر سے واپسی کے بعد اجمیر شریف میں بھی چند روز رہے۔ آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمد سعیدؒ اور خواجہ محمد معصومؒ یہاں آپ سے ملے۔ آپ کے تجدیدی کارناموں کے لئے مولانا علی میاںؒ کی کتاب تاریخ دعوت وعزیمت جلد چہارم کا مطالعہ کریں۔ آپ کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوا۔ آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمد صادقؒ کا آپ کی زندگی میں وصال ہوا۔ خواجہ محمد سعیدؒ، خواجہ محمد معصومؒ آپ کے صاحبزادگان اور دیگر خلفاء کے ذریعے آپ کے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض وبرکات کل عالم کو پہنچے۔

(جاری ہے)

# مرزا قادیانی کی مدہوشی کے چند واقعات

مولانا محمد سیف الرحمٰن قاسم

مرزا قادیانی اپنی جوانی کے زمانے میں....

بچپن میں نہیں جوانی میں، باپ کی سالانہ پنشن (مقدار ۷۰۰ روپے) وصول کرنے گیا، پیچھے پیچھے چچازاد بھائی مرزا امام دین بھی چلا گیا، پنشن لی تو وہ مرزا کو پھسلا کر اور دھوکا دے کر قادیان سے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھرا کر سارا روپیہ اڑا کر ختم کردیا اور مرزا کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ بیوی صاحبہ کہتی ہے: ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔“

(از سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۴۱،۴۲)

بتایئے کوئی سمجھ دار دوسرے کی باتوں میں اس طرح پھنستا ہے، پھر اس واقعہ کے بیان کرتے ہوئے بھی یہ لوگ اس کو ”مسیح موعود“ ہی لکھتے ہیں۔

مرزا کے زمانے میں گوشت پانچ پیسے کا سیر ہوتا تھا (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۳۶) اور اتنا تو راقم الحروف نے بھی دیکھا کہ ایک روپے میں سولہ آنے اور ایک آنے میں چھ پیسے تھے، اس طرح پنشن کے پیسے ہوئے ۷۰۰x۹۶=۶۷۲۰۰ پانچ پیسے فی سیر کے حساب سے ان سے گوشت آیا، ۱۳۴۴۰ سیر۔ آج گوشت کی قیمت ہے: ۴۰۰ روپے فی کلو، اگر سیر گوشت پونے چار سو کا ہو کیونکہ کلو سیر سے تقریباً دس فیصد زیادہ ہوتا ہے۔ تو اس قدر گوشت کی قیمت بنتی ہے ۱۳۴۴۰ x ۳۷۵ = ۵۰۴۰۰۰۰۔ یہ مرزائی ہی جانیں کہ ۵۰ لاکھ سے زائد مالیت کی رقم چند دنوں میں دو جوانوں نے کن کاموں میں اڑادی؟

۲:... مرزا رومال میں کچھ پیسے رکھتا اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ سے سلوالیتا یا کاج میں باندھوا لیتا (ایضاً، ج:۱، ص:۵۵) یہ تو چھوٹے بچوں والا کام ہے، ہم نے ۱۹۹۰ء میں بچوں کے ساتھ حج کیا تو مسجد حرام میں ان کے کپڑے ایک دوسرے سے باندھ دیتے تھے تاکہ بچھڑیں نہیں۔

۳:... ایک آدمی نے گرگابی یعنی بوٹ دیا، اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا قادیانی کو پتہ نہ چلتا تھا، الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہوکر کہتا کہ ان (انگریزوں) کی (ایجاد کردہ) کوئی چیز بھی اچھی نہیں (اسی واسطے پچاس الماریاں کتابیں انگریز بہادر کی تعریف میں لکھی تھیں: راقم) بیوی صاحبہ نے الٹے سیدھے کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے پھر بھی الٹا سیدھا پہن لیتا تھا (سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۶۷) سبحان اللہ ذکاوت حس ہو تو ایسی ہو (از رئیس قادیان، ج:۱، ص:۵۰) معلوم ہوتا ہے کہ اس کو دائیں بائیں کی تمیز بھی نہ تھی، اس کی سمجھ بچوں سے بھی گئی گزری تھی۔

۴:... مرزے کا ایک مرید، اس کا سالا امیر محمد اسماعیل کہتا ہے:

”بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے میں لگے ہوئے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے، آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔“ (سیرۃ المہدی، ج:۲، ص:۱۲۶)

کیا قادیانی امت لباس نہیں پہنتی، جس کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں؟ مولانا چنیوٹیؒ نے ایک کسی مرزائی سے گفتگو کے وقت بٹن اوپر نیچے کرلئے اس نے مذاق کیا تو آپ نے کہا کہ تیرا قادیانی تو کرتا ہی ایسے تھا اور یہ حوالہ سنایا۔

۵:... ایک دن مرزا قادیانی نے کہا:

”آج ہم نے اپنی ساری جماعت (یعنی سب مرزائیوں: راقم) کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔“ مرزا بشیر احمد کہتا ہے: ”ایک دفعہ کسی مرزائی کا جنازہ پڑھا تو اس میں دیر تک دعا فرماتے رہے اور پھر نماز کے بعد فرمایا کہ ہمیں علم نہیں کہ ہمیں اپنے دوستوں میں سے کس کس کے جنازہ میں شرکت کا موقع ملے گا اس لئے آج میں نے اس جنازہ میں سارے دوستوں کے لئے جنازہ کی دعا مانگ لی ہے اور اپنی طرف سے سب کا جنازہ پڑھا دیا ہے۔“

(سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۱،۲۲)

زندوں کے لئے ہدایت کی یا مغفرت کی دعا تو کی جاتی ہے مگر یہ تو نہیں کہا جاتا کہ ان کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔

۶:... قادیانی کا ایک مرید کہتا ہے:

”بسا اوقات لوگ خیال کرتے کہ آپ (مرزا قادیانی) ان کی طرف دیکھ رہے ہیں، مگر وہ اکثر کسی اور خیال میں مستغرق ہوتے تھے۔“

(سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۵۳)

۷:... عبداللہ سنوری کہتا ہے:

"جب مرزے کو وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے سے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۱۸۰)

۸:... "گھر سے سفید بورا یعنی شکر لینے گیا، پسے ہوئے نمک کو سفید شکر سمجھ کر لے آیا اور ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۲۴۴)

۹:... مرزے کی ماں نے کہا:

"گڑ سے روٹی کھا، نہ مانا، والدہ نے غصے سے کہہ دیا جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو، حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۲۴۵)

۱۰:... مرزا قادیانی کو اس کی اپنی چھڑی دی گئی، نہ پہچانی پوچھنے لگا یہ کس کی ہے؟ (ایضاً)

۱۱:... "مرزا کے سسر میر ناصر نے مولوی محمد علی کی شکایت لگائی، محمد علی نے بُرا منایا تو قادیانی کہنے لگا: میں اس وقت اپنے فکروں میں اتنا محو تھا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا... پھر کہتا ہے کہ جس مقصد کے لئے مجھے بھیجا گیا یعنی اخلاق کی درستگی (مرزائیوں کی جماعت اس سے خالی ہے۔"

(ملخص از سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۲۵۴)

مدہوشی کے اقرار کے باوجود رسالت کے دعویٰ سے دستبردار نہیں ہوتا تھا۔

۱۲:... مرزا کہتا ہے:

"میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۲۵۴)

مغالطہ اور دھوکا دینے میں تو قادیانی ماہر ہیں، مگر سوائے دعوؤں کے قادیانی کے پلے کچھ نہ تھا دلیل نامی چیز کا تو قادیانیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں، یہ بھی اس کی جہالت ہے کہ مغالطات کو دلائل سمجھ لیا۔

۱۳:... مرزا کے مرید خاص، اس کی مسجد کے امام، اس کے بہشتی مقبرہ میں پہلے دفن کئے جانے والے شخص عبدالکریم نے کہا:

"مرزا کے پاس عورتیں جھگڑتی تھیں، چلاتی تھیں دست و گریباں ہوتیں، پوری زنانہ کرتوتیں کرتیں مگر اس کو پتہ نہیں چلتا، اپنے کام میں مستغرق رہتا۔" (سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۲۷۸)

معلوم ہوا کہ قادیانی کو اصلاح کی فکر تو کیا قابلیت ہی نہیں، مرید کیوں دیکھتا تھا؟ وہ عورتیں اس کی کیا لگتی تھیں؟

۱۴:... مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو خود بخود "السلام علیکم" لکھا گیا، جسے آپ نے کاٹ دیا، لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا، چنانچہ آپ نے دوسری دفعہ اسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا، آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۴۸۷)

معلوم ہوتا ہے کہ مرزے کو اپنے دل و دماغ اور اعضاء پر بالکل کنٹرول نہ تھا۔

۱۵:... "مرزا قادیانی مرغی کا ایک چوزا ذبح کرنے لگا تو بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی، جس سے بہت خون گیا۔" (سیرۃ المہدی، ج:۲، ص:۴)

۱۶:... "قادیانی مہندی لگواتا تھا، درمیان میں بات کرنے لگتا، مہندی کرنے لگ جاتی اس پر خادم کہتا کہ تھوڑی دیر بات چیت نہ کریں، مہندی ٹھہرتی نہیں، میں لگا کر باندھ لوں پھر گفتگو فرمائیں، مرزا تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر کسی خیال کے آنے پر گفتگو کرنے لگ جاتا۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۲، ص:۳۵)

۱۷:... "بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیتاً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں، چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے، اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۲، ص:۵۸)

کیا قادیانی کی اتباع میں مرزائی ایسا ہی کرتے ہیں؟

۱۸:... عبدالکریم نے کئی دفعہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے گھر کی عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سنا ہے:

"حضرت صاحب کی آنکھیں نہیں ہیں کوئی عورت کسی طرح سے بھی گزر جائے ان کو

پتہ نہیں چلتا... مرزے کی آنکھیں نیم بند رہتی تھیں، مردوں کو بھی بتانا پڑتا تھا کہ یہ فلاں ہے۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۲، ص:۷۷)

## مرزا کی بیماریوں کے عجائبات:

مرزا کے عجائبات سے ہے کہ اس کو عام انسانوں سے کہیں زیادہ بیماریاں لاحق تھیں، مولانا دلاوریؒ فرماتے ہیں:

"الہامی صاحب کی بیماریوں کا استقصا کوئی آسان کام نہیں۔"

(رئیس قادیان، ج:۱، ص:۵۳)

نیز فرماتے ہیں:

"ان کی اکیلی ذات میں بیماریاں اس کثرت وتنوع کے ساتھ جمع ہوگئی تھیں کہ پندرہ بیس آدمیوں میں بھی مجتمعاً کہیں نہ پائی جائیں گی۔"

(ایضاً، ص:۴۵)

مرزے کی اتنی گئی گزری حالت کیوں تھی کہ وہ جاگتے بھی سویا رہتا تھا؟ اس کی ایک وجہ یہ بتاتے ہیں کہ مرزا کو ہسٹریا یا مراق کی بیماری تھی اور یہ بیماری دعویٰ مسیحیت سے پہلے سے تھی۔ (سیرۃ المہدی، ج:۲، ص:۵۵، نیز ج:۱، ص:۱۶، ۱۷، ۲۸، ۲۸۰)

قادیانی نے بتایا کہ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ (یعنی مرزے کی دوسری بیوی) فرماتی ہیں: اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۱، ص:۱۷)

## انبیاء کرام کی گستاخی:

مرزا قادیانی انبیاء کرام کی گستاخی کرتا ہوا کہتا ہے: "انبیاء کے متعلق بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو ہسٹریا کا مرض ہوتا ہے۔"

(سیرۃ المہدی، ج:۲، ص:۵۳، ۵۵)

کون سے لوگ اور کون سے انبیاء؟ یہ قادیانی کا نرا بہتان ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اس سے پاک ہوتے ہیں، کیونکہ یہ دیوانگی کی ایک قسم ہے۔

(دیکھئے رئیس قادیاں، ج:۱، ص:۴۵)

ہاں قادیانی صاحب خود اس میں مبتلا تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے قوائے ذہنیہ کھو بیٹھے تھے۔ (ایضاً)

اطباء کہتے ہیں:

"مراق میں عموماً ایسی باتیں سوجھتی ہیں جو سراسر عقل کے خلاف ہوتی ہیں، مراقی کی تمام باتیں بے ربط اور بے سروپا ہوتی ہیں، بعض مراقی نبوت، خدائی، غیب دانی، بادشاہت یا اس قسم کا کوئی اور تعلّی آمیز دعویٰ کرتے ہیں مراقیوں کی سب علامتیں قادیانی میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔"

(رئیس قادیان، ج:۱، ص:۴۵، ۴۶)

## مراقی ہونے کے عملی ثبوت:

کچھ واقعات گزشتہ صفحات میں گزرے ہیں، جن سے قادیانی کے مراقی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ مولانا دلاوریؒ نے اس قسم کے اور بھی واقعات نقل کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے رئیس قادیان، ص:۴۸ تا ۵۱ کا مطالعہ کریں، یہاں چند واقعات ملاحظہ کریں:

۱:... یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار "الحکم" قادیان نے کتاب "حیات النبی" ج:۱، ص:۱۹۱ میں لکھا ہے:

"سردی کا موسم تھا قادیانی نے چڑے کے موزے پہن رکھے تھے، رات کو سونے لگے تو پاؤں سے جوتا نکالا ایک جوتا تو نکل گیا اور دوسرا پاؤں ہی میں رہا، اس جوتے سمیت ہی رات بھر سوئے رہے، اٹھے تو جوتے کی تلاش ہوئی ادھر ادھر بہتیرا دیکھا پتہ نہیں چلتا، ایک پاؤں موجود ہے اور یہ خیال نہیں آتا کہ دوسرا پاؤں میں رہ گیا ہو، خادم نے کہا کہ شاید کتا لے گیا ہوگا اور اس خیال سے ادھر ادھر دیکھنے بھالنے لگا، تھوڑی دیر کے بعد جو اتفاق سے مسیح صاحب کا ہاتھ اپنے پاؤں سے چھوا تو معاً فرمانے لگے اوہو! یہ تو پاؤں ہی میں ہے اور ہم خیال کرتے رہے کہ صرف جراب ہے۔"

۲:... "ایک نالے سے گزرتے ہوئے مرزا کی جوتی کا ایک پاؤں نکل گیا، مگر اس وقت تک انہیں معلوم نہ ہوا، جب تک وہاں سے بہت دور جاکر یاد نہیں کرایا گیا۔"

(حیات النبی، ج:۱، ص:۵۸)

۳:... ماسٹر کریم بخش معروف مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کہتے ہیں:

"مجھے یاد ہے کہ حضرت لکھ رہے تھے ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے، فرمایا: خوب کیا مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا، وہ چلی گئی اور مرزا صاحب لکھنے میں مصروف ہوگئے، اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا برتنوں کو بھی خوب صاف کیا اور بڑے سکون اور وقار سے چلا گیا، بہت دیر کے بعد ظہر کی اذان ہوئی تو مرزا صاحب کو کھانا یاد آیا، آواز دی، خادمہ دوڑی آئی، عرض کیا: میں تو بہت دیر ہوئی جب کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کرگئی تھی۔" (سیرۃ مسیح موعود، ص:۳۰، بحوالہ رئیس قادیان، ج:۱، ص:۴۹)

☆☆

# تحریک ختم نبوت میں

# مشائخ تونسہ شریف کی خدمات!

مولانا عبدالعزیز لاشاری، تونسہ شریف

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کی پسماندہ تحصیل ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ خراسان کا ایک بادشاہ یہاں سیر و تفریح کے لئے آیا۔ اس بادشاہ کو طاؤس (مور) رکھنے کا بڑا شوق تھا۔ اس کا طاؤس یہاں مر گیا۔ تب سے اس جگہ کا نام طاؤس مشہور ہوگیا۔ رفتہ رفتہ عوام میں تونسہ مشہور ہوگیا۔ دوسری وجہ تسمیہ اس کی یوں بیان کی جاتی ہے کہ چونکہ بنیادی طور پر یہ تحصیل پسماندہ اور ریگستانی ہے۔ یہاں کی تمام تر آبادی کا دارومدار بارشوں پر ہی ہے۔ پانی کی کمی کی وجہ سے یہاں کے باسی پیاسے رہتے تھے۔ تسا لفظ سرائیکی میں پیاسے کو کہتے ہیں۔ تسا سے تونسہ بن گیا۔ بعد میں یہاں کے بزرگوں کی عزت و احترام میں لوگ اس کو تونسہ شریف کہتے ہیں۔ ایک دفعہ راقم الحروف شہید ناموسِ رسالت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوریؒ کے ساتھ لاہور میں سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کی زیارت کے لئے گیا۔ مفتی سعید احمد جلالپوریؒ نے میرا تعارف کرایا، بعد میں میں نے کہا تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق ہے۔ حضرتؒ میرے یہ الفاظ سن کر خاموش ہوگئے۔ پھر فرمایا تونسہ شریف کہا کرو۔ جعفر برادری اندر پہاڑ کوہ سلیمان میں پٹھان قبیلہ کی مشہور و معروف شاخ ہے۔ اس برادری کے اس وقت دو حصے مشہور ہیں۔ حکیم برادری، خواجہ برادری۔ حکیم برادری کا مورث اعلیٰ ۱۸۸۵ء میں خان محمد جعفر تونسہ شریف میں آیا۔ اسی کی پشت میں سے حکیم احمد خان مشہور و معروف شخصیت گزرے جنہوں نے حکمت، حکیم عبدالرسول سکنہ بکھر بارے پڑھی۔ وہاں سے حکیم احمد خان دینی تعلیم حاصل کرتے کرتے ملتان سے چیچہ وطنی جا پہنچے۔ وہاں اپنی حکمت کے جوہر دکھائے۔

اس خاندان کا تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میانوالی سے بنیادی چلا آرہا ہے۔ اسی نسبت سے چیچہ وطنی میں دواخانہ سراجیہ قائم کیا وہاں پر چیمہ برادری سے بھائی بندی اور دوستی قائم ہوئی۔ حکیم عبدالرشید صاحبؒ چیمہ کو نہ صرف حکمت کے موتی دیئے بلکہ اس خاندان کو بھی خانقاہ سراجیہ سے جوڑ دیا۔ حکیم عبدالرشید صاحب حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ تقسیم پاک و ہند کے بعد تونسہ شریف کے دوست حکیم احمد خان کو واپس تونسہ شریف لے آئے۔ سراجیہ دوا خانہ حکیم عبدالرشید صاحبؒ کے ذمہ لگایا۔ حکیم احمد خان کے تین بیٹے حکیم محمد خان، پروفیسر سلطان محمود، حکیم عبدالرحمٰن جعفر، حکیم محمد خان تونسہ شریف میں ایک مشہور سیاسی سماجی آدمی تھے۔ یہاں جعفر دواخانہ قائم کیا اس وقت ان کے صاحبزادے حکیم عبدالقادر، حکیم عبدالکریم، حکیم عبدالرحیم جعفر چلا رہے ہیں۔ پروفیسر سلطان محمود اعلیٰ تعلیم یافتہ سیاسی، سماجی اور تحریکی آدمی تھے۔ تحریک نظامِ مصطفیٰ میں تین ماہ تک جیل میں رہے۔

۱۹۸۶ء میں تحریک شیر گڑھ میں اہم کردار ادا کیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں جب ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بڑے اعزاز دیئے جارہے تھے ملک بھر میں بے چینی تھی۔ ایک دفعہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں اس کو اعزاز دیا جاتا تھا۔ پروفیسر سلطان محمود نے قومی اسمبلی کے ممبران، یونیورسٹی کے پروفیسر صاحبان، طلباء کو اس ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے جب عقائد اور نظریات بتائے تو اس کے خلاف یونیورسٹی کے اندر نفرت پھیل گئی۔ ڈاکٹر قادیانی کے آنے سے پہلے ہی ہنگامہ کھڑا ہوگیا۔ اس کا پروگرام نہ صرف ناکام

---

**۱۴؍مارچ ۱۹۴۰ء کو ہندو جج تیرتھ داس نے فیصلہ لکھ دیا کہ قادیانی کافر ہیں۔ حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ڈیرہ غازی خان کا مقدمہ بہاولپور کے مقدمے سے اہم ہے۔ چونکہ بہاولپور کا جج مسلمان ہے اور ڈیرہ کا جج ایک ہندو جج ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس مقدمہ کی مکمل فائل ڈیرہ غازی خان کے قادیانی اہل کاروں نے گم کردی ہے۔**

---

ہوا بلکہ وہ شرمسار ہو کر واپس چلا گیا۔

حکیم عبدالرحمن جعفر یہاں دیسی جڑی بوٹیوں کی ادویات مرکبات، کشتہ جات تیار کرتے ہیں۔ جعفر دواخانہ کے نام سے ملک بھر میں اپنی تیار کردہ ادویات سپلائی کرتے ہیں۔ علماء حق، اولیاء حق کی دل و جان سے قدر کرتے ہیں۔ تحریک شیر گڑھ، تحریک ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام اور تمام دینی جماعتوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اہل اللہ سے تعلق کی بنا پر صوفی محمد اقبالؒ خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد اشرف جھنگ والے، پیر طریقت مولانا عبدالقادر ڈیروی خلیفہ مجاز مولانا علی مرتضیٰ صاحب گدائی شریف ڈیرہ غازی خان نے خلافت عطا فرمائی۔ یہ پورا خاندان خواجگان کندیاں شریف سے جڑا ہوا ہے۔ ان کا گھرانہ جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مہمان خانہ ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ اور قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن جب بھی تونسہ تشریف لائے مہمان نوازی میں یہ لوگ دریا دل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت حکیم محمد خان کے نوجوان صاحبزادے حکیم عبدالرحیم جعفر مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کی جماعت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

**خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے مختصر حالات:**

خواجگان برادری کا مورث اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ محمد زکریا جعفر کے ہاں ۱۱۸۳ھ بمطابق ۱۷۶۹ء میں اندر پہاڑ درگ گڑگوجی اندر پہاڑ کوہ سلیمان میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم اور تصوف رشد و ہدایت کا سبق حاصل کرنے کے لئے چشتیاں کے علاقہ مہار شریف میں حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی خدمت میں چلے گئے۔ ۶ سال وہاں رہے۔ اس کے بعد اپنے وطن گڑگوجی میں واپس آئے ۱۲۱۴ھ بمطابق ۱۷۹۹ء میں اس تونسہ شریف میں اپنی مستقل رہائش رکھی۔ حضرت پیر کامل تھے اور وقت کے جلیل القدر اولیاء اللہ میں ان کا نام شمار کیا جاتا ہے۔ سلسلۂ چشتیہ کے نایاب گوہر ہیں۔ کوہ سلیمان کا ایک آدمی مہار شریف حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے پاس دعا کرانے کیلئے گیا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا: ”یہاں کیوں آئے ہو، یہاں کا پٹھان کوہ سلیمان کا پٹھان لے گیا۔ جا شاہ سلیمان تونسوی کے پاس۔“ مشہور مؤرخ غلام رسول مہر نے اپنی کتاب ”سرگزشت مجاہدین“ میں لکھا ہے کہ شاہ سید احمد بریلوی کا ایک جہادی قافلہ جب اس علاقے سے گزرا تو وہ حضرت خواجہ صاحبؒ کا مہمان ہوا۔ اس قافلہ میں حضرت شہید سید احمد بریلویؒ کے بھانجے مولانا محمد جعفرؒ (مؤلف المنظورہ) بھی شامل تھے۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے ہاں پانچ پانچ سو تک مہمان، فقیر، مرید رہتے تھے۔ حضرتؒ کا لنگر ہمہ وقت جاری رہتا تھا۔ حضرت کا وصال ۷/صفر المظفر ۱۲۶۷ھ/۱۲/دسمبر ۱۸۵۰ء میں ہوا۔ حضرت کے دو صاحبزادے خواجہ صاحب کی زندگی میں ہی انتقال کر گئے۔

**خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے حالات:**

خواجہ سلیمان تونسویؒ کے بعد ان کے پوتے خواجہ اللہ بخش تونسویؒ حضرت کے جانشین ہوئے۔ یہ بھی اپنے وقت کے جلیل القدر پیر و مرشد تھے۔ ان کو تعمیرات کا بڑا شوق تھا۔ انہوں نے دینی مدرسہ سلیمانیہ کی توسیع کی، خانقاہ کے چاروں طرف مریدین، فقراء کیلئے مہمان خانے تیار کرائے اپنی خلوت نشینی (عبادت) کے لئے ایک مسجد نما عبادت گاہ تعمیر کرائی۔ تونسہ شریف کے مشہور مؤرخ جناب محمد رمضان مفتیؒ جو دیکھنے میں تو ایک سادہ آدمی معلوم ہوتے ہیں مگر تاریخ کے خزانہ ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ خواجہ غیاث اللہ تونسوی اپنی تالیف ”حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش کریم تونسویؒ“ ص: ۱۳۱ پر تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر بشارت احمد کی اپنی تالیف ”مجدد اعظم یعنی سوانح عمری میرزا غلام احمد قادیانی جس کو احمدیہ انجمن لاہور نے ذوالقعدہ ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں شائع کیا“ میں لکھتا ہے کہ ”حضرت اقدس (مرزا مرتد) نے سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ خواجہ اللہ بخش تونسوی کو خط لکھا اور انہوں نے از راہ تکبر اس کا جواب نہ دیا۔ پھر ایک کتاب ”براہین احمدیہ“ اُن کی خدمت میں بھیجی گئی، انہوں نے کتاب کو پھاڑ کر اور اس پر یہ لکھ کر واپس کر دیا کہ خبیثا! ہمیں تمہاری کتابوں کی ضرورت نہیں ہمیں اپنے بزرگوں کے ملفوظات کافی ہیں۔“ ڈاکٹر خلیق احمد نظامی علی گڑھی اپنی کتاب ”تاریخ مشائخ چشت“ میں تحریر کرتے ہیں کہ ”مرزا غلام احمد قادیانی نے اس وقت اپنے عقائد کی ترویج شروع کی اور اکثر علماء کو مباحثہ کی دعوت دی خواجہ صاحب نے اپنی جگہ بیٹھ کر نہایت سختی کے ساتھ ان فتنوں کی تردید کی اور کوشش کی کہ مسلمانوں کا مذہبی احساس اور وجدان گمراہ کن تحریکوں سے متاثر نہ ہو۔“ (تذکرہ خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی، سنہ اشاعت جمادی الاول ۱۴۲۱ھ/اگست ۲۰۰۰ء)۔

خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے ملفوظات غذاء الحزین مؤلف حافظ نور محمد مکھڈی ترجمہ مولانا عبدالغفور سلیمانی ص نمبر ۱۵۰، ۱۵۱ پر لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا: ”میرے پاس مرزا قادیانی کا خط آیا ہے کہ تم میرے مقابلہ میں لاہور آؤ۔ میری بات سنو اگر تم نہ آئے تو میں ایک آپ کے خلاف اشتہار شائع کروں گا لوگ نہ آپ کے پاس آئیں گے اور نہ کوئی آپ کا مرید ہو گا: میں نے اُس کو لکھا ہے: اے خبیث! تو جو کچھ کر، کر لے۔ میں مریدوں کی جائیداد نہیں کھاتا، بلکہ اپنے پیر و مرشد کی جائیداد کھاتا ہوں۔“ مرزا قادیانی نے اپنے مخالف علماء کرام کے

نام ایک جگہ تحریر کیے ہیں، اس فہرست میں خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کا نام اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں دوسرے نمبر پر رکھا ہے۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کا وصال ۲۹ر جمادی الاول بروز ہفتہ بعد نماز فجر دوران دعا ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۱ء میں ہوا۔

حضرت کے دو بیٹے خواجہ محمودؒ صاحب، خواجہ محمد موسیٰ صاحبؒ تھے۔ خواجہ محمودؒ صاحب نہ صرف پیر تھے بلکہ عالم دین بھی تھے۔ وقت کے علماء کے بڑے قدردان تھے۔ خواجہ شاہ سلیمانؒ کے دینی مدرسہ سلیمانیہ کے تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے علماء کی سرپرستی کی اور مدرسے کا نام محمودیہ رکھا گیا۔ انکے سے مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کو اپنے مدرسہ میں خاص طور پر لے کر آئے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ مدرسہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ راولپنڈی والے کے والد گرامی تھے۔

خواجہ محمود صاحب بھی عملی طور پر قادیانیوں کے بڑے مخالف تھے۔ قادیانیوں نے ڈیرہ غازی خان میں ایک اسکول کھولا اور شرط رکھی کہ جو اس اسکول میں پڑھائے گا اور قادیان جائے گا تو اُسے نوکری ملے گی۔ شیخ محمد افضل سکنہ ڈیرہ غازیخان نامی شخص بھی اس لالچ میں آ گیا۔ وہ ملتان شیر شاہ اسٹیشن پر قادیان جانے کے لئے تیار کھڑا تھا کہ سہ سٹہ سے ایک گاڑی آئی اُس ریل گاڑی سے ایک نورانی شکل بزرگ اُترے اُس بزرگ کو دیکھ کر لوگ پروانوں کی طرح ملنے لگے اس قادیان جانے والے شیخ محمد افضل نے لوگوں سے اس بزرگ کا تعارف پوچھا تو معلوم ہوا یہ خواجہ محمود تونسویؒ ہیں۔ یہ بھی حضرت کو ملنے کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت صاحبؒ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور نام لے کر فرمایا: ''تو جو کچھ بن، مگر قادیانی نہ بن'' یہ شخص حضرت کا یہ فرمان سن کر واپس گھر چلا گیا۔ کچھ دنوں بعد تونسہ شریف آیا، حضرت صاحب کو آ کر کہا: ''حضرت! آپ نے مجھے قادیان نہ جانے دیا، اب دعا کریں مجھے کوئی ملازمت مل جائے۔'' حضرت نے اس کے لئے دعا فرمائی، اس کو اللہ پاک نے اعلیٰ نوکری عطا فرما دی۔

جناب محمد رمضان معتقی صاحب نے بیان کیا کہ تحصیل تونسہ شریف میں فاضلہ کچھ اندر پہاڑ کے ابوالحسن جلالانی بزدار مولانا نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔ دہلی سے یہاں آتے ہی لوگوں کو نئے مسلک کی تبلیغ شروع کر دی، حضرت خواجہ محمود صاحب کے والد گرامی خواجہ اللہ بخشؒ نے اس کے بھائی کو کہلا بھیجا کہ اپنے بھائی کو روکو، یہ یہاں ایسا کام نہ کرے۔ مگر ابوالحسن باز نہ آیا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا: ''یہ شخص فلاح نہیں پائے گا۔ چنانچہ یہ شخص ۱۹۰۱ء میں قادیان گیا، وہاں سے قادیانی بن کر آیا۔ آتے ہی جھگڑا امام شاہ ڈیرہ غازی خان کے نزدیک بستی رنداں کے اہلحدیثوں کو قادیانی بنا ڈالا۔ جب یہ شخص یہاں واپس آیا تو خواجہ محمود صاحبؒ نے اس کو جلاوطن کرایا۔

### خواجہ نظام الدین تونسویؒ:

خواجہ محمود صاحبؒ کو اللہ پاک نے پانچ بیٹے عطا فرمائے۔ ان میں سے حضرت خواجہ غلام نظام الدین صاحب بڑے بہادر، نڈر اور جلالی بزرگ تھے۔ سخاوت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ اپنے مدرسہ محمودیہ میں تعلیم کے لئے علماء دیوبند کو مقرر فرماتے تھے۔ مولانا خان محمد صاحب فاضل دیوبند، مولانا عبدالستار صاحب تونسویؒ جیسے عالم دین اس مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ بلکہ مولانا عبدالستار تونسویؒ یہاں پڑھتے بھی رہے ہیں۔ خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے دل میں جہاں عظمت صحابہ کا جذبہ موجود تھا وہاں دینی مدارس کے ساتھ تعاون بھی کرتے تھے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں مدرسہ سراج العلوم میں کمرے بنوا کر دیے۔ علماء دین کے اتنے قدردان تھے کہ جب حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کا انتقال ہوا حضرت مولانا خان محمد صاحب فاضل دیوبند کے پاس تشریف لے گئے۔ جا کر خبر بھی دی اور حضرت مدنیؒ کی تعزیت بھی فرمائی۔ فرمایا! کاش میرے پاس ہوائی جہاز ہوتا تو میں حضرت مدنیؒ کے جنازہ میں شریک ہوتا۔

تقسیم پاک و ہند سے پہلے ایک شخص خان محمد قیصرانی قادیانی ہو گیا۔ اس کی زوجہ نے خاوند کے اصرار کے باوجود مرزائیت قبول نہ کی بلکہ حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں اپنا مسئلہ پیش کر دیا۔ خواجہ صاحب اور مولانا قاضی عبیداللہ ڈیرہ غازی خان والے اور دیگر علماء کرام کے مشورہ سے طے پایا کہ مسلمان خاتون کی طرف سے سرکار انگریز کی عدالت میں دعوی تنسیخ نکاح دائر کر کے خاتون مسلم کو غیر مسلم سے نجات دلوائی جاوے۔ خواجہ صاحبؒ نے اس مقدمہ کے اخراجات کے لئے پر ایک مربع زمین فروخت کر دیا۔ چنانچہ خواجہ صاحب اور سردار احمد خان پتافی کے ایماء پر مولانا عمر دراز عرف جندوڈا سکنہ کلیری اور حکیم اللہ بخش قیصرانی سکنہ وہوا کو زاد سفر دیکر دیوبند میں مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے پاس بھیجا ان حضرات نے حضرت شاہ صاحب کو تمام واقعہ جا کر سنایا۔ حضرت کشمیری صاحبؒ اس وقت بیمار تھے۔ ساتھ ہی فرمایا! اس سے پہلے میں بہاولپور والوں سے وعدہ کر چکا ہوں۔ البتہ دیوبند سے ایک جماعت کو تیار کیا۔ مناظر اسلام مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا ابوالوفا شاہجہان پوریؒ، مولانا محمد چراغ صاحبؒ، مفتی محمد شفیعؒ کراچی والے ڈیرہ غازی خان تشریف لائے۔ ۱۲ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو چودھری تیرتھ داس سینئر جج ڈیرہ غازیخان کی عدالت میں دعوی دائر کر دیا۔ اس پوری جماعت کو امیر محمد خان بزدار بلاک نمبر ۳ ڈیرہ غازی خان کے خانہ پر ٹھہرایا گیا۔ یہ حضرت خواجہ اللہ

بخش تونسویؒ کے مرید تھے۔ بادام پستہ کی روٹیوں سے مشائخ کی تواضع کی گئی۔ پہلی پیشی پر علی الترتیب فریقین کے گواہ اس طرح پیش ہوتے رہے ہر ایک کی شہادت پر ایک ایک ہفتہ صرف ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے گواہ مولانا قاضی عبیداللہ جمعیت علماء ہند، شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللہؒ خیر المدارس والے، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند، مولانا محمد چراغؒ شارح ترمذی، مختار خاص مسلمانوں کی طرف سے مولانا ابوالوفا شاہجہان پوری، مولانا محمد ایوب صدر انجمن حمایت اسلام، مولانا خلیل احمد سہارن پوری، ایڈووکیٹ لالہ سیتہ بھوشن۔ قادیانیوں کی طرف سے گواہ، چودھری اسد اللہ بیرسٹر برادر اصغر سر ظفر اللہ قادیانی، سلیم مربی ناظم مرکز کلکتہ، ملاں عبدالرحمان خادم بیرسٹر۔ قادیانیوں کی طرف سے مختار خاص، اللہ دتہ جالندھری۔ مشہور قادیانی مناظر جو مقدمہ بہاولپور میں بھی پیش ہوتا رہا، ایڈووکیٹ عزیز محمد بمبئی اور اس مقدمہ کی تائید میں مزید قلم بند شہادتیں سوالات کے ذریعے عدالت میں پہنچ گئیں۔ حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ ان کا یہ بیان فتاویٰ کفایت المفتی میں شائع ہو چکا ہے۔ شیخ جامعہ غلام محمد گھوٹویؒ جامعہ عباسیہ بہاولپور مجتہد شیعہ مسلک کے سید علی الحائری۔ اس کاروائی میں علماء کرام نے ایسی جرح کی۔ ان حضرات کے بیانات اتنے پُر لطف ہوتے کہ اللہ دتہ جالندھری کا ناطقہ بند ہو جاتا اور بار بار کمرہ عدالت حاضرین کے قہقہوں سے گونج اٹھتا تھا۔ ۱۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو خان محمد قادیانی قیصرانی نے ایک درخواست گزاری۔ سر میں قادیانیت سے تائب ہوتا ہوں۔ بارہ سال میں کافر رہا ہوں۔ بے شک جج صاحب مدعیہ کے حق میں فیصلہ صادر فرما سکتے ہیں۔ ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہندو جج تیرتھ داس نے فیصلہ لکھ دیا کہ قادیانی کافر ہیں۔ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ڈیرہ غازی خان کا مقدمہ بہاولپور کے مقدمے سے اہم ہے۔ چونکہ بہاولپور کا جج مسلمان ہے اور ڈیرہ کا جج ایک ہندو جج ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس مقدمہ کی مکمل فائل ڈیرہ غازی خان کے قادیانی اہل کاروں نے گم کر دی ہے۔ کاوش جاری ہے جب ملے گی تو پھر کچھ لکھا جائے گا۔

## حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور حضرت خواجہ نظام الدینؒ کی پہلی ملاقات:

راقم الحروف کو مرزا غلام نبی جانبازؒ نے لاہور میں واقعہ بیان فرمایا کہ مجلس احرار اسلام کا جوبن تھا۔ حضرت امیر شریعت ملک بھر کے گدی نشینوں، پیرزادوں کو قادیانیوں کے خلاف تیار کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں خواجگان تونسہ شریف کی خدمات بھی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مگر کوئی اتفاق پیدا نہیں ہو رہا تھا۔ تحصیل تونسہ کی سب تحصیل وہوا میں بخاری صاحبؒ کا کھیتران برادری جامع مسجد اخوندزادہ میں ہر سال جلسہ کراتی تھی۔ ایک دفعہ بخاری صاحبؒ اسی جلسہ کے سلسلہ میں تونسہ شریف تشریف لائے، بخاری صاحبؒ کو آنے میں دیر ہو گئی۔ تونسہ سے وہوا جانے والی بس ایک ہی تھی جو پہلے جا چکی تھی۔ سردار کھیتران برادری نے اپنے پیر اور تعلق دار خواجہ غلام مرتضیٰؒ کے ہاں بخاری صاحبؒ کی رات کو رہائش رکھی۔ صبح نماز پڑھ کر بخاری صاحب خواجگان تونسوی کے مزارات پر ایصال ثواب کے لئے تشریف لے گئے۔ پہلے حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ کی خانقاہ پر حاضری دی۔ پھر خانقاہ محمودیہ پر تشریف لے گئے۔ خانقاہ محمودیہ کے گیٹ سے جونہی داخل ہوئے سامنے مسند پر بیٹھے ایک بزرگ نظر آئے۔ وہ بزرگ بھی بخاری صاحبؒ کو دیکھ کر اپنی مسند سے کھڑے ہو کر گیٹ کے قریب آ کر ملاقات کی۔ بخاری صاحب کی وضع قطع دیکھ کر پوچھا: جناب کا تعارف: بخاری صاحبؒ نے فرمایا: مجھے عطاء اللہ شاہ کہتے ہیں۔ اس بزرگ نے فرمایا: "مجھے غلام نظام الدین کہتے ہیں۔ پھر دونوں شیر آپس میں بغلگیر ہو گئے۔ بخاری صاحبؒ نے فرمایا: "خواجہ صاحب! میں مسئلہ ختم نبوت کے حوالہ سے آپ کو ملنا ہی چاہتا تھا۔ اللہ پاک نے گوہر مقصود یہیں ملا دیا، آپ ہماری سرپرستی فرمائیں۔" خواجہ صاحب نے وعدہ فرمایا: میں آپ حضرات میں شامل ہوں۔ خواجہ صاحب نے ناشتہ کی دعوت دی مگر بخاری صاحب نے فرمایا: میں اُصول کا آدمی ہوں۔ رات میں حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب کا مہمان رہا اُن کی اجازت کے بغیر ناشتہ نہیں کروں گا۔ آج وہوا جانا ہے، وہاں رات کو جلسہ ہو گا، کل واپسی پر جناب سے ملوں گا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا چشم ماروشن تشریف لائیں۔

دوسرے دن بخاری صاحب وہوا کے جلسہ سے فارغ ہو کر خواجہ نظام الدین صاحب کے مہمان ہوئے۔ خواجہ صاحب اپنے مہمان خانہ خصوصی شیش محل میں بخاری صاحب کو ٹھہرایا، رات کو خواجگان تونسہ کی فیملی کو خطاب فرمایا۔ اس کے بعد جب بھی بخاری صاحب اِس علاقہ میں تشریف لاتے خواجہ صاحب سے ملاقات ضرور ہوتی۔ حضرت خواجہ صاحب ختم نبوت کے پروگراموں میں نہ صرف شریک ہوتے بلکہ اپنے مریدوں اور خلفاء کو پروگرام کرانے کا حکم فرماتے۔

بستی مندرانی نزد تونسہ شریف میں خواجہ نظام الدین تونسوی کے خلیفہ سید ابراہیم شاہ صاحب جو کہ سید قسو شاہ صاحب کے پوتے تھے۔ سید ابراہیم شاہ صاحب کی دعوت پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے بستی مندرانی جا کر مسئلہ ختم نبوت بیان فرمایا۔ اُس دور میں اس بستی میں بھی قادیانیوں کا اثر تھا بلکہ منہ زور قادیانی رہتے تھے۔

مجلس احرار اسلام کے مشہور سرائیکی واعظ خوش الحان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد شریف بہاولپوری نے جو کہ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد اور جامعہ امینیہ کے فاضل تھے۔ کوٹ قیصرانی میں ردقادیانیت کے بارہ میں آکر بیان کیا کوٹ قیصرانی کا سردار امیر مند قادیانی تھا۔ مولانا کی تقریر پر اس کو بڑا غصہ آیا اُس نے اپنے غنڈوں کو سمجھایا کہ اس مولانا کی پٹائی کرنی چاہیے۔ مولانا نے صبح کوٹ قیصرانی سے تونسہ آنا تھا، بس اڈا پر اس سردار کے غنڈوں نے حملہ کر دیا۔ مولانا جلدی جلدی بس پر سوار ہو گئے۔ مگر وہ غنڈے مولانا کی پگڑی اتار کر لے گئے۔ مولانا ننگے سر تونسہ شریف حضرت خواجہ نظام الدین کے پاس گئے جا کر سارا واقعہ سنایا۔ خواجہ نظام الدین نے فرمایا کہ میں معذرت کرتا ہوں، یہ میری طرف سے پگڑی ہے۔ میں اس سردار سے آپ کا یہ بدلہ لے کر رہوں گا۔ میری دھرتی پر آپ کی یہ توہین ہوئی، جا کر بخاری صاحب کو یہ واقعہ نہ بتانا۔ خواجہ صاحبؒ نے اُسی وقت ایک پیغام کے ذریعے اس قادیانی سردار کے رشتہ دار سردار فیض محمد خان تنگوانی جو کہ خواجہ حامد صاحب تونسوی کا مرید بھی تھا۔ فرمایا جب سردار تونسہ شریف آیا میں اس سردار کی پگڑی اتاروں گا۔ اس پیغام کو سن کر سردار دس سال تونسہ شہر نہ آیا۔ ادھر خواجہ صاحب نے ایک ہوٹل والے کی ڈیوٹی لگائی کہ جب بھی یہ سردار تونسہ شہر میں آئے مجھے اطلاع کرنا۔ دس سال بعد سردار نے یہ سمجھا کہ اب خواجہ صاحبؒ کو وہ واقعہ بھول گیا ہوگا۔ یہ تونسہ شہر آیا۔ بڑی کروفر سے آیا، بڑا پگڑ اٹھرا لگا کر آیا، جوں ہی یہ سردار ہوٹل میں چائے جلیبی کھانے بیٹھا تو ہوٹل والے نے خواجہ صاحب کو اطلاع کر دی۔ خواجہ صاحبؒ نے اُسی وقت اپنے خادم قاضی غلام مُعین الدین اور محمود کوٹانا کو بھیجا کہ سردار کا پگڑا اتار لو۔ محمود کوٹانا نے جاتے ہی ہوٹل کی لکڑی اٹھائی اُس سے سردار کا پگڑا اتار لیا۔ سردار سمجھ گیا آج خواجہ صاحبؒ نے مبلغ ختم نبوت کا بدلہ لے لیا وہ خاموشی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کوٹ قیصرانی چلا گیا۔

ایک دور میں یہ سردار حضرت خواجہ صاحبؒ کے ہاں آکر مسلمان ہو گیا، الیکشن کا زمانہ آیا تو یہ الیکشن پر کھڑا ہو گیا۔ خواجہ صاحبؒ نے اس نومسلم کی حمایت بھی کی مگر یہ شکست کھا گیا۔ بعد میں یہ پھر مرتد ہو گیا۔ قادیانی بن گیا۔ جب خواجہ صاحب کو اس کی اس حرکت کا معلوم ہوا تو فرمایا: ''اس نے ہم کو دھوکہ دیا۔ اس کو قبر جگہ نہ دے گی۔'' یہ ۱۹۸۶ء کو آنجہانی ہوا تو قادیانیوں نے اس کو مسلمانوں کی مسجد میں دفن کر دیا۔ اس عمل کے خلاف ایک زوردار تحریک چلی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں نے مسلسل دو ماہ تحریک چلائی۔ آخرکار حکومت نے اس کی لاش کو مسجد سے نکال کر اس کو اپنے گھر میں دوبارہ دفن کر دیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں خواجہ نظام الدین تونسویؒ نے نہ صرف سرپرستی فرمائی بلکہ اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ اس تحریک میں بھرپور حصہ لو۔ کراچی میں خواجہ خان محمد تونسوی جا کر گرفتار ہو گئے۔ یہ خواجہ صاحب خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے پڑپوتے خواجہ موسیٰ کے پوتے اور خواجہ حامد صاحب کے بیٹے تھے۔ قادیانی نواز اخبار ''ڈان'' نے اس تحریک کے خلاف لکھا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک بیان روزنامہ آزاد ۲۰ جولائی ۱۹۵۳ء میں دیا کہ ملک بھر کے اکابر اس تحریک میں شامل ہیں۔ مشائخ گولڑہ شریف، مشائخ سیال شریف، مشائخ تونسہ شریف ہمارے ساتھ ہیں۔ اس سے پہلے ۳ مارچ بروز منگل ۱۹۵۳ء کو مسجد محمودیہ سے تحریک ختم نبوت کے ایک جلوس کا پروگرام تھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اس دن سفر پر جانا تھا اگر سفر پر جانے سے پہلے اپنے صاحبزادگان کو فرمایا کہ تم نے جا کر اس جلوس کی قیادت کرنی ہے۔ ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو ڈیرہ غازی خان سے جمعۃ المبارک کے دن ایک بڑا جلوس تھا۔ اُس میں باضابطہ تحریک شروع کرنی تھی۔ اس دن خواجہ غلام مرتضیٰ تونسوی کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازیخان کا صدر مقرر کیا گیا۔

۴ اپریل ۱۹۵۳ء کو لاہور میں اکابر ختم نبوت کو فون کیا کہ صبح میں لاہور آرہا ہوں۔ فیروز خان نون وزیر سے اس تحریک کے بارہ میں ملاقات کروں گا۔ مولانا امیر محمد کندیاں شریف والے نے بیان کیا کہ خواجہ صاحب نے ۵ اپریل بروز اتوار کو خواجہ قمر الدین سیالوی کو ساتھ لے کر اُن کی کوٹھی پر ملاقات کی مگر فیروز خان نون نے تحریک ختم نبوت میں تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔ خواجہ صاحب اس پر سخت ناراض ہوئے حالانکہ اس کے گھر والے ان بزرگوں کے مرید تھے۔

مولانا امیر محمد ہاشمی قریشی بن مولانا نور محمد فاضل دیوبند سکنہ کندیاں شریف حضرت خواجہ نظام الدینؒ صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ جناب محمد رمضان معینی صاحب تونسوی نے مولانا قاضی عطاء محمد سکنہ بستی بغلانی تونسہ شریف اُستاد زادہ مولانا عبدالستار شہلائیؒ سے پوچھا کہ آپ خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے مرید نہیں ہوئے بلکہ خواجہ صاحب کے صاحبزادے خواجہ غلام معین الدین تونسوی کے مرید بن گئے۔ مولانا عطاء محمد صاحب نے فرمایا: دراصل خواجہ نظام الدین صاحب ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے دنوں میں کسی کو بھی مرید نہیں کرتے تھے۔ حضرت نے طے کر رکھا تھا کہ جب تک ظفر اللہ قادیانی وزیر خارجہ ہے میں کسی کو مرید نہیں کروں گا۔ حضرت خواجہ صاحب کا وصال ۸ جون ۱۹۶۵ء کو ہوا۔

(جاری ہے)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کا دو روزہ اصلاحی
پانچواں سالانہ
عظیم الشان
اجتماع
بیاد
خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مجدد اعظم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ
خلیفہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد
حضرت مولانا حافظ احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
استاد خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف
زیر شفقت
جانشین میر کارواں جگر گوشہ خواجہ خواجگان ولی کامل
حضرت مولانا عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ بنگلہ دیش
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان کے فرزند اور ان کے تربیت یافتہ ولی کامل رہبر طریقت
حضرت مولانا خواجہ رشید احمد صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف ساہیوال
مرکز سراجیہ لاہور
22 23 مارچ 2014 بروز ہفتہ اتوار
اوقات کار: 22 مارچ صبح 9:00 سے
23 مارچ سہ پہر 4:00 بجے دعا ہوگی۔
بمقام خانقاہ احمدیہ سراجیہ
دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ساہیوال
باہر سے تشریف لانیوالے شرکا کیلئے قیام و طعام کا مکمل انتظام ہوگا
زیر نگرانی
صاحبزادہ خواجہ حبیب احمد خان سلمہ
فرزند حضرت خواجہ رشید احمد
اجتماع میں حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء عظام ملک بھر کے جید علماء کرام اور مشہور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ تمام مسلمان حضرات بالخصوص متوسلین سلسلہ پاک بھرپور طریقے سے شرکت کریں۔
منجانب
خدام خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ساہیوال
قاری محمد ساجد 0305-7533883
جاوید اقبال 0321-6925210
محمد عرفان 0305-7657451
صفدر علی معاویہ 0303-9372093
زیر انتظام: مرکز سراجیہ ٹرسٹ
گلی نمبر 4 اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ III، لاہور فون: 042-35877456 0321-7044744
E-mail: markazsirajia@hotmail.com, www.endofprophethood.com

برنس روڈ کی مشہور ربڑی
1964 سے قائم روایتی لذت
برنس روڈ کے علاوہ ہماری کوئی برانچ نہیں
دہلی ربڑی ہاؤس
شوگر فری ربڑی
Special Rabbri
پستہ ربڑی
Special Pista Rabbri
دودھ دلاری
Special Dodh Dulari
لب شیریں
Special Lab-e-Shireen
رسملائی
Special Rasmalai
شاہی ٹکڑے
Special Shahi Tukre
کھیر
Special Kheer
کھیر کے پیالے
Special Kheer ka Piyale
پنجیری
Special Panjeeri
گاجر کا حلوہ
Special Gajar ka Halwa
گلاب جامن
Special Gulab Jaman
چم چم
Special Cham Cham
Rabbri Available now in Tin Pack
www.delhirabbrihouse.com
/delhirabbrihouse
Email:info@delhirabbrihouse.com